باب 2 حقیقی شعبہ

ملک میں کورونا کے مریضوں میں نمایاں کمی آنے کے بعد حکومت نے عوام کی نقل و حرکت پر پابندیاں بتدریج نرم کر دیں تو مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران تمام شعبوں میں معاشی سرگرمیاں بھی بڑھنا شروع ہو گئیں۔ مختلف شعبوں کو مالیاتی اور زری ترغیبات پیش کی گئیں، چنانچہ ان اقدامات کے نتائج اِس سہ ماہی کے دوران نمایاں ہوگئے۔ اس عرصے کے دوران صنعتی شعبے نے زبردست نمو دکھائی، جبکہ اہم فصلوں کے ابتدائی تخمینوں سے زرعی شعبے میں بھی بحیثیت مجموعی بہتری کا پتہ چلتا ہے۔ اجناس کی پیداوار کے شعبے میں آنے والی تیزی کے اثرات خدمات کے شعبے تک پہنچے جس سے تھوک اور خردہ تجارت، ٹرانسپورٹ، اور مالی شعبے کے اظہاریوں میں بہتری دیکھی گئی۔ جولائی سے اگست 2020ء تک اسٹیٹ بینک کے اعتمادِ کاروبار اشاریے میں نمایاں بہتری نے مثبت احساسات کو مزید مستحکم کیا۔ مجموعی پیداوار میں اضافے سے ہم آہنگ ہو کر لیبر مارکیٹ کے اظہاریے جیسے صنعتی روزگار، اعتمادِ کاروبار سروے کی بنیاد پر اشاریہ روزگار اور شعبہ تعمیرات میں اجرتیں، تمام روزگار میں اضافے کا پتہ دیتے ہیں۔

2.1 اقتصادی نمو

اقتصادی نمو کے امکانات سے مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بہتری کی نمایاں علامات ظاہر ہوئیں۔ مالی سال 20ء کی چوتھی سہ ماہی کی افراتفری کے بعد، جس میں کورونا کی بنا پر نقل وحرکت پر نافذ کی گئی پابندیوں کے سبب صنعتی اور خدمات کے شعبوں میں سرگرمیاں بڑی حد تک ماند رہی تھیں، مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کا آغاز ان شعبوں میں پر امیدی کے ساتھ ہوا۔ صنعتی شعبے کی سرگرمیوں میں، جنہیں بڑے پیمانے کی اشیاسازی سے مدد ملی، حوصلہ افزا بحالی آئی۔ پیٹرولیم اور گاڑیوں کی صنعتوں میں تحرک سے ٹرانسپورٹ کی سرگرمیوں میں حالات معمول پر آنے کا پتہ چلتا ہے، جبکہ سیمنٹ اور فولادی سریے کے شعبوں میں توسیع تعمیراتی شعبے میں نمو کی علامت ہے جس میں لیبر کی ضرورت پڑتی ہے۔

خریف کے سیزن کے دوران زرعی شعبے کی کارکردگی بھی ماسوائے کپاس کی فصل کے، بڑی حد تک حوصلہ افزا رہی۔ گنّے اور چاول کی پیداوار کے تخمینوں سے گذشتہ سال کی نسبت نمایاں بہتری کا پتہ چلتا ہے۔ تاہم کپاس کی فصل مون سون کی غیر معمولی شدید بارشوں اور کیڑوں کے حملے کی بنا پر متاثر ہوئی۔

خدمات کے شعبے کے اظہاریوں نے بھی بحالی کا اشارہ دیا، خاص طور پر تھوک اور خردہ تجارت، ٹرانسپورٹ، اور عمومی سرکاری خدمات کے زمروں میں۔ موبلٹی ڈیٹا سے دیکھا جائے تو متعدد متعلقہ زمروں میں سرگرمی آخر ستمبر 2020ء تک واپس اسی سطح پر آ گئی جو کورونا سے پہلے تھی۔

اس عرصے کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی اور خدمات کے شعبے میں بہتری کے ساتھ ساتھ لیبر مارکیٹ نے بھی مثبت رجحانات دکھائے۔ روزگار کے اظہاریوں نے مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بحالی کا پتہ دیا۔ یہ بات پنجاب اور سندھ کے اشیاسازی کے شعبے کے اشاریہ روزگار، اعتمادِ کاروبار سروے اور دیہی و شہری دونوں کے تعمیراتی شعبے کی اجرتوں میں مثبت نمو سے ظاہر ہوئی۔ تاہم زیر جائزہ عرصے کے دوران لیبر مارکیٹ ان شعبوں میں قبل از کورونا کی سطح تک ابھی نہیں پہنچ سکی ہے۔

پہلی سہ ماہی کی کارکردگی کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو معیشت درست راستے پر گامزن دکھائی دیتی ہے جس پر وہ حقیقی جی ڈی پی کی نمو کا 2 فیصد سے کچھ زائد کا ہدف پورا کر سکتی ہے (**جدول 2.1**)۔ درحقیقت مالی سال 21ء کے سالانہ منصوبے میں حکومت کو بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں کمی برقرار رہنے کی توقع تھی۔ چنانچہ پہلی سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی طرف سے کیا گیا عمدہ آغاز معیشت کے پورے سال کے امکانات کے لیے اچھا شگون ہے۔ جہاں تک زراعت کا تعلق ہے تو بڑی فصلوں مثلاً چاول، گنّے اور مکئی کی پیداوار خریف سیزن کے دوران متعلقہ اہداف سے بڑھ گئی۔ نظرِ ثانی کے دوران گندم کی سرکاری قیمت میں

جدول 2.1: سالانہ منصوبہ م س 21ء میں نمو کے اہداف

فیصد

	م س 19ء	م س 20ء	م س 21ءع
زراعت	0.6	2.7	2.8
اہم فصلیں	-7.7	2.9	1.9
گلہ بانی	3.8	2.6	3.5
صنعت	-2.3	-2.6	0.1
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	-2.6	-7.8	-2.5
تعمیرات	-16.8	8.1	3.5
بجلی اور گیس	14.5	17.7	1.4
خدمات	3.8	-0.6	2.6
تھوک اور خردہ تجارت	1.1	-3.4	1.1
ٹرانسپورٹ اور مواصلات	4.6	-7.1	0.9
مالیات اور بیمہ	5	0.8	3
ہاؤسنگ	4	4	4
عمومی سرکاری	5.2	3.9	4.6
جی ڈی پی	1.9	-0.4	2.1

ع: عبوری

ماخذ: سالانہ منصوبہ 21-2020ء، وزارت منصوبہ بندی، ترقیات اور خصوصی اقدامات

اضافہ، اور کھاد اور کیڑے مار دواؤں پر زرِ اعانت سے کپاس کی پیداوار میں کمی کے باوجود بحالی کو مدد ملنے کی توقع ہے۔ اگر مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران حاصل کردہ رفتار آئندہ بھی برقرار رہی تو شعبہ خدمات کا سالانہ ہدف صنعت اور زراعت کے ساتھ اس کے روابط کے پیشِ نظر، قابلِ حصول معلوم ہوتا ہے۔

2.2 زراعت

اہم فصلوں میں سے چاول اور گنّے کی فصلوں نے مالی سال 21ء کے خریف کے دوران عمدہ کارکردگی دکھائی۔ ان دونوں کی تخمینی پیداوار گذشتہ سیزن کے مقابلے میں، اور ساتھ ساتھ سالانہ اہداف سے بھی زائد ہے۔ تاہم کسی حد تک یہ پیداوار مسابقتی کپاس کی فصل کے لیے مخصوص رقبے میں کمی کے نتیجے میں حاصل ہوئی۔ کپاس کا زیرِ کاشت رقبہ 2.2 ملین ہیکٹر سے کچھ زائد رہا جو مالی سال 82ء سے اب تک کے ریکارڈ کا پست ترین رقبہ تھا (**شکل 2.1**)۔

شکل 2.1: پاکستان میں کپاس کا زیرِ کاشت رقبہ

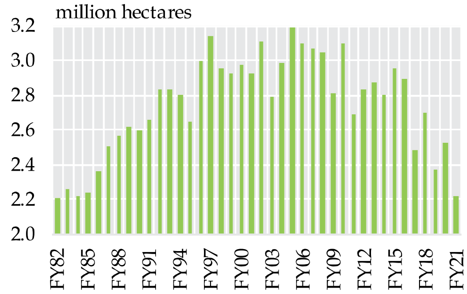

Source: Pakistan Bureau of Statistics; Ministry of National Food Security & Research

جیسا کہ قبل ازیں اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 20ء میں بتایا گیا، زرعی شعبے میں فصلوں کی بحیثیت مجموعی پیداوار مالی سال 20ء کے دوران کورونا کی وبا سے نسبتاً کم متاثر ہوئی، کیونکہ لاک ڈاؤن کے نفاذ سے پہلے ہی بیشتر اہم فصلوں کی کٹائی مکمل ہوچکی تھی۔ اسی طرح، مالی سال 20ء کی دوسری ششماہی میں ٹڈی دل خاصا بڑا خطرہ محسوس ہورہا تھا، تاہم مسلسل سروے اور کنٹرول آپریشنز کی بنا پر ملک فصلوں کی پیداوار پر برے اثرات کو محدود رکھنے میں کامیاب رہا۔[1, 2]

اس سے قطع نظر، زراعت کا منظر نامہ بعض خطرات پر منحصر رہا۔ زراعت پر ٹڈی دل اور کورونا لاک ڈاؤن کے دہرے اثرات جاننے کے لیے ایشیائی ترقیاتی بینک کی طرف سے کاشت کاروں سے کیے گئے سرویز میں کئی جواب دہندگان نے، جن کی

[1] 10 نومبر 2020ء تک تقریباً 62.3 ملین ہیکٹر رقبے کا سروے کیا جاچکا ہے، اور 1.1 ملین ہیکٹر رقبے پر کنٹرول آپریشنز کیے جاچکے ہیں۔ ماخذ: نیشنل لوکسٹ کنٹرول سنٹر، حکومت اسلامی جمہوریہ پاکستان

[2] ابتدائی تخمینوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بلوچستان میں فصلوں کو 4 ارب روپے کا نقصان پہنچا جبکہ دوسرے صوبے ابھی جائزہ لے رہے ہیں۔ ماخذ: ربیع سیزن کے لیے وفاقی زرعی کمیٹی کے 15 ویں اجلاس کی روداد

اکثریت سندھ میں اور کسی حد تک پنجاب میں تھی، ٹڈی دل دیکھنے کا دعویٰ کیا۔[3] اس کے علاوہ، اگرچہ پنجاب میں کاشت کاروں نے گندم کی فصل پر لاک ڈاؤن کے بڑے اثرات کا ذکر نہیں کیا، تاہم زیریں سندھ میں سروے کے شرکا نے خاص طور پر کورونا کی وجہ سے لیبر کی قلت اور کورونا سے ہونے والے تعطل کو ایک سبب قرار دیا جس کی وجہ سے ان کی گندم کی کٹائی اور فروخت کی کوششوں میں تاخیر ہوئی۔ مزید برآں، دونوں صوبوں کے چھوٹی فصلوں کے (بشمول سبزیوں اور پھل کے) کاشت کاروں اور دودھ پیدا کرنے والوں نے بتایا کہ کورونا سے متعلق پابندیوں کی بنا پر ان کی پیداوار کی مارکیٹنگ میں مشکلات پیش آئیں۔ ٹماٹر جیسی تلف پذیر اشیا کے معاملے میں رسد میں آنے والا تعطل بھی مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ان اشیا کے نرخوں میں اضافے کا سبب بنا (**تفصیل باب 3 میں**)۔ ایشیائی بینک کے سرویز کے نتائج کے پیشِ نظر زراعت پر ٹڈی دل اور کورونا لاک ڈاؤن کے صوبہ وار اور فصل وار اثرات کے باضابطہ تجزیے کا انتظار ہے تاکہ زیادہ تفصیلی اینالسس سامنے آسکے۔

خام مال

کوروناوائرس کے اثرات سے نمٹنے کے پالیسی تناظر میں حکومت نے 1.2 ٹریلین روپے کے وسیع تر ریلیف پیکیج میں شامل ایک زرعی پیکیج بھی تیار کیا۔ زرعی پیکیج میں، جس کی مالیت 50 ارب روپے تھی، چار اہم شعبوں پر توجہ دی گئی تھی: کھاد، زرعی قرضے، ٹریکٹر، اور کپاس کے بیج۔ مئی 2020ء میں اقتصادی رابطہ کمیٹی نے اس کی منظوری دی اور اس کے اثرات مالی سال 21ء کے خریف سیزن پر پڑے۔

اس پیکیج کا بیشتر حصہ کھاد کی خریداری پر زراعانت کے لیے مختص کیا گیا تھا۔ اس کا جواز یہ تھا کہ بڑی فصلوں کی پیداواری لاگت کا تقریباً 10 سے 15 فیصد کھاد پر لگ جاتا ہے، اور زرِاعانت سے یہ خام مال کاشت کاروں کے لیے زیادہ قابلِ برداشت ہو جائے گا۔ چنانچہ کھاد کا اضافی استعمال فصل کی یافت بڑھائے گا۔ اس زرِاعانت نے قابلِ ذکر اثرات ڈالے، کیونکہ خریف سیزن کے دوران یوریا اور ڈی اے پی کے نرخ سال بسال بالترتیب 12 فیصد اور 4 فیصد گر گئے، اور نرخوں کی اس کمی نے ان کا متعلقہ استعمال بڑھانے میں جزوی کردار ادا کیا (**شکل 2.2 الف، 2.2 ب**)۔[4]

شکل 2.2 الف: خریف (اپریل تا ستمبر) کے دوران یوریا کا استعمال اور قیمت

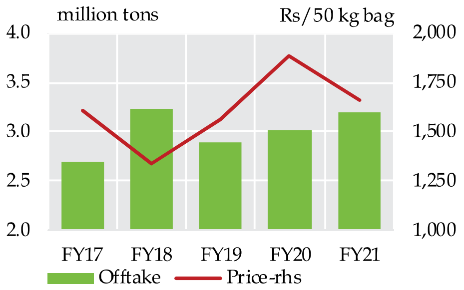

Source: National Fertilizer Development Centre

شکل 2.2 ب: خریف (اپریل تا ستمبر) کے دوران ڈی اے پی کا استعمال اور قیمت

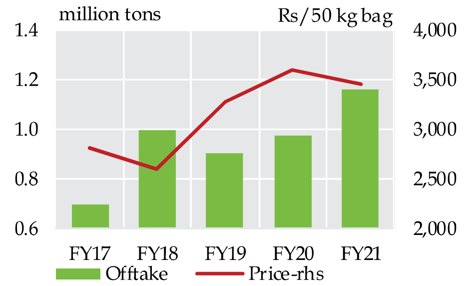

Source: National Fertilizer Development Centre

[3] ماخذ: اے ڈی بی (2020ء)۔ پنجاب، پاکستان میں زرعی گھرانوں پر کووڈ-19 کے اثرات: کراس سیکشنل سروے کے ڈیٹا کا تجزیہ۔ اے ڈی بی بریف نمبر 149۔ Mandaluyong: ایشیائی ترقیاتی بینک؛ اے ڈی بی (2020ء)۔ سندھ، پاکستان میں زرعی گھرانوں پر کووڈ-19 اور ٹڈی دل کے اثرات: کراس سیکشنل سروے کے ڈیٹا کا تجزیہ۔ اے ڈی بی بریف نمبر 149۔ Mandaluyong: ایشیائی ترقیاتی بینک۔

[4] یوریا اور ڈی اے پی کے لیے مجوزہ زرِاعانت بالترتیب 243 روپے اور 925 روپے فی تھیلا ہے۔

شکل 2.3: آب پاشی کے پانی کی فراہمی

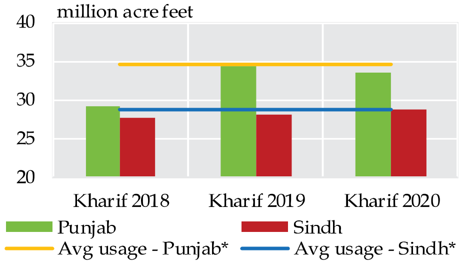

* Ten-year average system usage

Source: Indus River System Authority

اس زرعی پیکیج میں زرعی قرضوں پر مارک اپ میں کمی کا بھی ذکر تھا جس سے زرعی قرضوں میں ممکنہ طور پر اضافہ ہو سکتا تھا۔ تاہم، بعد ازاں زرعی قرضوں پر بہ وزن اوسط شرح قرض گاری گر گئی، مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران زرعی قرضے کا اجرا گذشتہ سال کی پہلی سہ ماہی سے پست رہا (**جدول 2.2**)۔[5] شعبہ جاتی تناظر میں دیکھا جائے تو یہ کمی نان فارم سیکٹر سے سامنے آئی کیونکہ گلہ بانی، ڈیری، اور مرغبانی کے زمروں کو قرضوں کا اجرا کم ہوا۔ اس کا سبب کورونا کی وجہ سے شادی ہالوں اور ریستورانوں پر پابندیوں کو قرار دیا جاسکتا ہے جس سے مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں مرغبانی جیسے زمروں کی طلب بدستور ماند رہی۔[6, 7]

دریں اثنا، فارم سیکٹر کے قرضے میں ترقیاتی قرضوں کا اجرا پست رہا۔ خصوصاً ٹریکٹر کی خریداری کے لیے قرضے گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں کم رہے، حالانکہ ملکی ساختہ ٹریکٹروں کے سیلز ٹیکس پر زرِاعانت میں ایک سالہ توسیع کر دی گئی تھی۔ اگرچہ ٹریکٹروں کی پیداوار اور فروخت مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑھی (جیسا کہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی اور پی اے ایم اے کے اعداد و شمار بتاتے ہیں)، بینک مالکاری میں اسی انداز میں اضافہ نہیں ہوا۔ یہ امکان موجود ہے کہ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گذشتہ سال کے اسی عرصے کی نسبت

جدول 2.2: زرعی قرضے کا اجرا (س1)

ارب روپے

	م س 20ء	م س 21ءع
فارمی شعبہ		
الف۔ پیداوار	103.8	113.9
ب۔ ترقیاتی	9.3	5.6
ٹریکٹر	0.7	0.6
ج۔ مجموعی فارمی شعبہ (الف + ب)	113.1	119.5
غیر فارمی شعبہ		
گلّہ بانی / ڈیری	77.8	71.2
مرغبانی	64.3	49.5
دیگر	8.1	14.4
د۔ مجموعی غیر فارمی شعبہ	150.2	135.1
مجموعی زرعی قرضہ (ج + د)	263.3	254.7
ع = عبوری		

ماخذ: بینک دولت پاکستان

ترسیلاتِ زر کی زائد آمد کی بنا پر زیرِ جائزہ عرصے کے دوران ٹریکٹروں کی نقد خریداری کو سہارا ملا۔ اس کے برعکس، مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران فارم سیکٹر میں پیداوار سے متعلق قرض گیری میں گذشتہ سال کے اسی عرصے کی نسبت اضافہ ہوا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فصلوں کے بہتر نتائج نے جاری سرمائے کے قرضوں کی طلب پیدا کر دی۔

مزید برآں، آخر ستمبر 2020ء تک حکومت نے ٹڈی دل کی صورتِ حال پر قابو پانے کے لیے 1.5 ارب روپے مختص کیے تھے۔ اس مسئلے پر ترجیحی توجہ اور متفقہ سروے اور کنٹرول آپریشنز کے باعث مالی سال 21ء کی خریف کی فصل پر ٹڈیوں

[5] آخر جون 2020ء تک شعبہ زراعت کے لیے بہ وزن اوسط شرحِ قرض گاری کم ہو کر 11.8 فیصد رہ گئی، جو آخر جون 2019ء تک 13.7 فیصد تھی۔

[6] اگرچہ حکومت نے کھانے پینے کے مقامات اور ریستوارن دوبارہ کھولنے کے لیے رہنما ہدایات 8 اگست 2020ء کو جاری کی تھیں، تاہم کئی پابندیاں برقرار رہیں خاص طور پر اِن ڈور کھانے پر۔ اسی طرح شادی ہال وسط ستمبر 2020ء تک بند رہے۔

[7] مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مرغبانی کے زمرے میں قیمتوں میں سال بسال 14.5 فیصد تقلیل (deflation) ہوئی، جبکہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 44.4 فیصد مہنگائی ہوئی تھی۔

جدول 2.3: کپاس کی فصل کے تخمینے

	م س20ء	م س21ء		نمو (فیصد)	
		ہدف	م س21ء ع	م س20ء	م س21ء
رقبہ (ہزار ہیکٹر)					
پنجاب	1,879.6	1,600.0	1,546.0	-0.4	-17.7
سندھ	598.7	640	615	33.6	2.7
پاکستان	2,517.0	2,310.0	2,217.9	6.1	-11.9
پیداوار (ہزار گانٹھیں)					
پنجاب	6,306.6	6,000.0	5,300.0	-7.6	-16
سندھ	2,746.0	4,600.0	3,000.0	-6.5	9.2
پاکستان	9,149.0	10,897.5	8,442.7	-7.2	-7.7
یافت (کلوگرام فی ہیکٹر)					
پنجاب	570.7	637.8	583.1	-7.2	2.2
سندھ	780.1	1222.5	829.7	-30	6.4
پاکستان	617.8	802.4	647.5	-12.6	4.8

ع: عبوری

ماخذ: وزارتِ قومی غذائی سلامتی اور تحقیق

کے اثرات محدود رہے۔[8] علاوہ ازیں، ٹڈی دل کے خطرے سے دوچار پاکستان کے علاقے اکتوبر 2020ء تک خطرے سے بڑی حد تک محفوظ ہو چکے تھے، اگرچہ کہ فوڈ اینڈ ایگریکلچر آرگنائزیشن (ایف اے او) نے سفارش کی کہ چولستان، تھرپارکر اور لسبیلہ میں سروے جاری رکھے جائیں، اور کم از کم نومبر 2020ء کے اختتام تک نگرانی جاری رکھی جائے۔[9]

جہاں تک پانی کی دستیابی کا تعلق ہے تو آب پاشی کا پانی گذشتہ سال کی نسبت اس سال سندھ میں کچھ زیادہ دیا گیا، جو خریف سیزن کی دس سالہ اوسط کے استعمال کے برابر رہا (**شکل 2.3**)۔ پنجاب میں دیا گیا پانی بھی بڑی حد تک طویل مدتی اوسط جتنا ہی تھا۔ تاہم شدید اور بے وقت بارشوں سے، خصوصاً سندھ میں، کپاس کی فصل کو نقصان پہنچا۔

پیداوار

کپاس

کپاس کی پیداوار مسلسل تیسرے سال گر گئی کیونکہ کپاس کا زیرِ کاشت رقبہ کم ہو گیا جبکہ یافت بھی ہدف کی سطح تک نہیں پہنچ سکی۔ عبوری تخمینوں کے مطابق کپاس کی پیداوار 7.7 فیصد کمی سے 8.4 ملین گانٹھوں تک پہنچی (**جدول 2.3**)۔ یاد رہے کہ گذشتہ سال کپاس کا زیرِ کاشت رقبہ بڑھا تھا (6.1 فیصد) تاہم پیداوار پست یافت کی بنا پر کم رہی تھی۔ تاہم رواں سال خریف سیزن میں کپاس کی پیداوار بڑھنے کے

[8] ماخذ: وفاقی بجٹ 2020-2021ء، گرانٹس اور حصول کے لیے مطالبات کی تفصیلات، جلد 3، اخراجاتِ جاریہ، حکومت پاکستان، فنانس ڈویژن، اسلام آباد۔

[9] ماخذ: جنوب مغربی ایشیا میں صحرائی ٹڈی کے کنٹرول کے لیے 27واں کمیشن- ٹیکنکل اور آپریشنل کوآرڈینیشن ورچوئل اجلاس برائے پاکستان میں ٹڈی دل کی نگرانی اور کنٹرول، منعقدہ 12 اکتوبر 2020ء۔

امکانات شروع ہی سے روشن نہیں تھے کیونکہ کپاس کا زیرِ کاشت رقبہ 2.2 ملین ہیکٹر تھا جو مالی سال 82ء سے اب تک پست ترین رقبہ ہے (جیسا کہ اوپر **شکل 2.1** میں دکھایا گیا)۔[10]

کپاس کے زیرِ کاشت رقبے میں گذشتہ عشرے کے دوران ٹھوس کمی واقع ہوئی ہے: مالی سال 12ء سے مالی سال 21ء تک اس کی اوسط 2.7 ملین ہیکٹر رہی، جبکہ مالی سال 92ء سے مالی سال 11ء تک یہ اوسط تقریباً 3 ملین ہیکٹر رہی تھی۔ دیگر اہم فصلوں خصوصاً گنّے کے مقابلے میں کپاس اپنی مسابقت کھو چکی ہے۔[11]

چونکہ یہ ایک قابلِ تجارت جنس ہے اس لیے کپاس کی مارکیٹ میں مسابقت بلند تر ہے جس کے سبب اس کی قیمت میں اضافے پر ایک بالائی حد عائد ہو جاتی ہے۔ دریں اثنا گنّا عام طور پر نا قابلِ تجارت جنس ہے، اور مارکیٹ کا اسٹرکچر اس کی سرحد پار تجارت نہیں ہونے دیتا۔ نیز، گنّے کی کم از کم سرکاری قیمت بھی کاشت کاروں کے لیے باعثِ اطمینان ہوتی ہے۔ چنانچہ قیمت بندی کی حرکیات کچھ اس نوعیت کی ہیں کہ وہ گنّے کو کپاس پر فوقیت دینے پر مائل ہیں۔ نتیجتاً اس کا اظہار اس حقیقت سے ہوتا ہے کہ کپاس کا زیرِ کاشت رقبہ گنّے کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے۔[12]

جہاں تک یافت کا سوال ہے تو مالی سال 21ء کی خریف کی سندھ میں کپاس کی یافت مون سون کی شدید بارشوں سے بھی متاثر ہوئی۔ اگست 2020ء کے دوران سندھ

جدول 2.4: گنّے کی فصل کی کارکردگی کے ابتدائی تخمینے

	م س20ء	م س21ء		نمو (فیصد)	
		ہدف	م س21ءع	م س20ء	م س21ء
رقبہ (ہزار ہیکٹر)					
پنجاب	643	752.7	776	-9.5	20.7
سندھ	286.1	310	288.8	2.4	1
پاکستان	1,039.3	1,180.60	1,174.2	-5.7	13
پیداوار (ہزار گانٹھیں)					
پنجاب	43,346.6	44,906.0	52,528.6	-3.5	21.2
سندھ	17,233.8	19,000.0	17,325.2	3.3	0.5
پاکستان	66,379.6	69,801.5	75,646.7	-1.2	14
یافت (کلو گرام فی ہیکٹر)					
پنجاب	67,413.0	59,659.9	67,691.5	6.7	0.4
سندھ	60,239.2	61,290.3	59,982.1	0.9	-0.4
پاکستان	63,867.0	59,123.8	64,426.2	4.8	0.9

ع: عبوری

ماخذ: وزارتِ قومی غذائی سلامتی اور تحقیق

[10] مالی سال 82ء میں کپاس کا زیرِ کاشت رقبہ 2214.1 ہزار ہیکٹر تھا جو مالی سال 21ء میں درج کردہ 2217.9 ہزار ہیکٹر سے معمولی سا کم تھا۔

[11] تفصیلات کے لیے دیکھیے اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 20ء۔

[12] پانی کی طلب رکھنے والی گنے کی فصل کی طرف جانے کا رجحان پنجاب میں زیادہ نمایاں معلوم ہوتا ہے، جہاں نہری پانی کے علاوہ مناسب معیار کا زیرِ زمین پانی بھی وافر دستیاب ہے۔ اس کے مقابلے میں سندھ کے بہت سے اضلاع میں زیرِ زمین پانی نسبتاً کھارا ہے۔

میں ہونے والی بارش اگست کی عمومی اوسط سے حیرت انگیز طور پر 363 فیصد زائد رہی، جس کے باعث یہ گذشتہ 60 سال کا نم ترین اگست قرار پایا۔[13] کپاس زیادہ اگانے والے اہم علاقوں میر پور خاص اور دادو میں اگست 2020ء کے دوران بالترتیب 348 ملی میٹر اور 180 ملی میٹر بارش ہوئی جبکہ یہاں کا معمول بالترتیب 76.5 اور 29.9 ملی میٹر رہا ہے۔ اس وجہ سے سندھ میں کھڑی فصلوں کو عمومی طور پر نقصان پہنچا۔ تفصیل دیکھی جائے تو سندھ میں کپاس کی تقریباً 27 فیصد فصل بارشوں اور سیلاب سے مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔ ضلعی سطح پر دیکھا جائے تو میر پور خاص اور عمر کوٹ میں فصل کا 80 فیصد متاثر ہوا۔ پنجاب میں بھی زائد بارشوں نے کپاس کا زیرِ کاشت تقریباً 8034 ایکڑ (یا 3251 ہیکٹر) رقبہ بری طرح متاثر کیا۔[14] اس کے نتیجے میں کپاس کی عبوری یافت کا تخمینہ مالی سال 21ء کے سندھ کے ہدف سے 47.3 فیصد کم رہنے کا خدشہ ہے، جبکہ یہ پنجاب کے سالانہ ہدف سے 9.4 فیصد پست رہے گا۔

اگرچہ مالی سال 21ء کے خریف میں کپاس کی یافت پست رکھنے میں شدید بارشوں نے بنیادی کردار ادا کیا تاہم بحیثیت مجموعی گذشتہ عشرے کے دوران بھی یہ یافت ناقابلِ پیش گوئی رہی ہے۔ اس کا بنیادی سبب کپاس کے بیج کی کوالٹی میں پایا جانے والا فرق ہے جس کی وجہ سے یہ فصل موسم کی وجہ سے ہونے والے نقصانات اور گلابی سنڈی اور سفید مکھی جیسے کیڑوں کے حملوں کی زد میں رہتی ہے۔[15,16] اس لیے جس چیز کو ترجیحی توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ کپاس کے بلند یافت والے بیجوں کی اقسام کی تحقیق و ترقی، اور تصدیق شدہ بیجوں کی بہتر دستیابی ہے۔

گنّا

گنّے کا زیرِ کاشت رقبہ بڑھ گیا جبکہ یافت کم و بیش گذشتہ سال کی سطح پر ہی رہی (**جدول 2.4**)۔ ماضی قریب میں گنّے کی فصل خصوصاً کپاس کے مقابلے میں عام طور پر کاشت کاروں کو پرکشش منافع دیتی رہی ہے، چنانچہ تخمینوں سے پتہ چلتا ہے کہ گنّے کی یہ نسبتاً نفع یابی مالی سال 21ء میں بھی برقرار رہی۔[17]

یاد رہے کہ اپریل 2018ء میں وفاقی کمیٹی برائے زراعت (ایف سی اے) نے صوبوں کو ایسی حکمتِ عملی بنانے کی ہدایت کی تھی کہ پانی کی قلت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے گنّے کی پیداوار سے ہٹ کر نچلے ڈیلٹا والی فصلوں کو ترجیح ملے۔ تاہم گنّا کاشت کاروں کی پسندیدہ فصل بنی رہی ہے، اور وہ متوقع تبدیلی سے انکاری ہیں۔ کمیٹی کی

شکل 2.4: گنّے کا زیرِ ہدف رقبہ

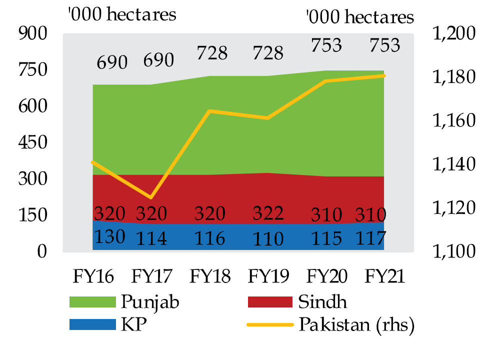

Source: Ministry of National Food Security & Research

---

[13] ماخذ: پاکستان محکمہ موسمیات (2020ء) 'پاکستان کی آب و ہوا کا ماہانہ خلاصہ، اگست 2020ء'۔ کراچی: پاکستان محکمہ موسمیات۔

[14] ماخذ: پاکستان کاٹن گروور، 2020ء، سنٹرل کاٹن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ملتان، جلد 3، شمارہ 3۔

[15] بیج کے معیار کے حوالے سے منقولی شواہد بتاتے ہیں کہ روئیدگی (germination) کے معیار میں، جو خریف مالی سال 20ء میں 70 فیصد تھا، خریف مالی سال 21ء میں کم کر کے 50 فیصد کرنے کا ممکنہ نتیجہ یہ نکلا کہ سالانہ ہدف کے مقابلے میں تازہ ترین سیزن میں یافت نسبتاً پست ہوئی۔

[16] حکومت نے گلابی سنڈی جیسے کیڑوں کے خاتمے کے لیے درآمد شدہ پی بی روپس (PB Ropes) پر زرِ اعانت دیا تھا۔ اس کے باوجود کپاس کے بعض کاشت کار اس ٹیکنالوجی سے استفادہ نہ کرسکے، اور ان کے رقبے پر گلابی سنڈی کا حملہ ہوگیا۔

[17] نفع یابی کے پہلو سے اس سیزن میں کاشت کاروں کو گنّے سے بہتر منافع ملنے کی توقع (جو زیرِ کاشت رقبہ بڑھانے کی وجہ بنی) کی تصدیق حقیقی نتائج سے ہوگئی۔ پنجاب میں فارم گیٹ پر گنے سے ہونے والے منافع کا تخمینہ فی ایکڑ 22993 روپے جبکہ کپاس سے 9051 روپے فی ایکڑ ہے (دونوں تخمینوں کی بنیاد کرایے پر اراضی لینے والے کاشت کاروں کے لیے بہ وزن اوسط پیداواری لاگت ہے)۔ ماخذ: کراپ رپورٹنگ سروس، حکومت پنجاب۔

جدول 2.5: چاول کی فصل کی کارکردگی

	م س20ء	م س21ء		نمو (فیصد)	
		ہدف	م س21ءع	م س20ء	م س21ء
رقبہ (ہزار ہیکٹر)					
پنجاب	2,029.0	1,900.0	2,441.0	6.6	20.3
سندھ	775.9	800.0	707.7	12.4	-8.8
پاکستان	3,034.0	2,957.0	3,380.80	8	11.4
پیداوار (ہزار گانٹھیں)					
پنجاب	4,144.0	4,200.0	4,984.00	4.1	20.3
سندھ	2,576.5	3,000.0	2,493.00	0.2	-3.2
پاکستان	7,414.0	7,990.0	8,184.30	2.9	10.4
یافت (کلوگرام فی ہیکٹر)					
پنجاب	2,042.4	2,210.5	2,041.8	-2.3	-0.03
سندھ	3,320.8	3,750	3,522.8	-10.9	6.1
پاکستان	2,443.6	2,702.1	2,420.8	-4.7	-0.9

ع: عبوری

ماخذ: وزارتِ قومی غذائی سلامتی اور تحقیق

سفارش پر عمل درآمد زیرِ ہدف علاقوں اور سرکاری نرخ کے اشاروں کے ذریعے ممکن ہے (**شکل 2.4**)۔

چاول

اس سے قطع نظر، صوبائی جائزہ لیا جائے تو سندھ میں چاول کا زیرِ کاشت رقبہ کچھ کم ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ گذشتہ سیزن کے ناخوشگوار تجربے کا ردِ عمل ہو، جب چاول کی کاشت والے اضلاع مثلاً لاڑکانہ، جیکب آباد، ٹھٹھ اور بدین میں ستمبر 2019ء کے دوران معمول سے زائد درجہ حرارت کی وجہ سے سندھ میں یافت میں دوہندسی کمی واقع ہوئی تھی۔

خریف مالی سال 21ء کے دوران چاول کا مجموعی زیرِ کاشت رقبہ 11.4 فیصد بڑھ گیا (**جدول 2.5**)۔ بڑھتی ہوئی اکائی قیمتوں اور برآمدی منڈیوں میں پاکستانی چاول کی بلند طلب نے اس فصل کو کاشت کاروں کے لیے نفع بخش سرمایہ کاری بنادیا ہے۔

2.3 بڑے پیمانے کی اشیاسازی

بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے شعبے کی پیداوار مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مالی سال 20ء کی چوتھی سہ ماہی اور مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں بڑھ گئی (**جدول 2.6**)۔ گذشتہ سہ ماہی، جب معیشت کورونا کے دھچکے کی وجہ سے پابندیوں کی زد میں تھی، کے تناظر میں جائزہ لیا جائے تو زیرِ جائزہ عرصے میں یہ بحالی متوقع تھی کیونکہ پیداواری سرگرمیاں بحال ہو چکی تھیں۔ تاہم مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی سے موازنہ کیا جائے، جب بڑے پیمانے کی اشیاسازی کا شعبہ مسلسل کساد بازاری کی زد میں تھا، تو حالیہ کارکردگی قابلِ ذکر معلوم ہوتی ہے (**شکل 2.5**)۔

شکل 2.5: بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی نمو سال بسال

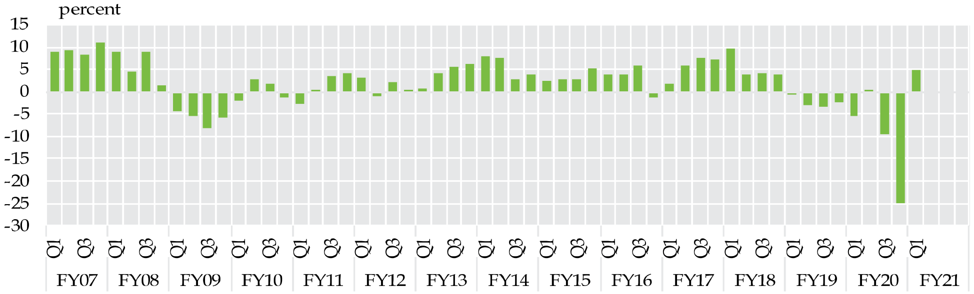

Source: Pakistan Bureau of Statistics

صنعتی شعبے کو پہنچنے والے دھچکے کے اثرات کو عمدگی کے ساتھ مربوط بنائے گئے مالیاتی اور زری اقدامات نے کم کردیا۔ حکومت نے ترغیباتی پیکیج کا اعلان کیا جن میں بنیادی توجہ تعمیرات اور برآمدی نوعیت کے شعبوں پر دی گئی۔[18, 19] اس کے علاوہ اسٹیٹ بینک نے اپنا پالیسی ریٹ 13.25 فیصد سے کم کرکے 7 فیصد کردیا، اور بحالی کا عمل تیز کرنے کے لیے سہولت دینے والی کئی اسکیموں کا آغاز کیا۔ یہ ترغیبات اگرچہ بڑی حد تک گذشتہ عرصے میں نافذ کی گئی تھیں تاہم ان اقدامات کے مثبت اثرات مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران زیادہ نمایاں ہوئے۔

بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے شعبے کے صنعت وار تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نمو کو کلیدی تحریک دینے والے زمرے سیمنٹ اور فوڈ پراسیسنگ کے تھے۔ دوسری جانب بڑی کمی برقی مصنوعات اور چمڑے کی صنعتوں میں دیکھی گئی۔

[18] ماخذ: وزارت خزانہ (2020ء)، ماہانہ اقتصادی اپ ڈیٹ، اپریل 2020ء۔ اسلام آباد: دفتر اقتصادی مشیر، وزارت خزانہ۔

[19] ماخذ: ٹیکس قوانین (ترمیم) نمبر 1 برائے 2020ء، قانون و انصاف ڈویژن لیٹر ایف نمبر 1(1)/2020ء بتاریخ 19 اپریل 2020ء، فیڈرل بورڈ آف ریونیو۔

جدول 2.6: بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو (س1)

فیصد، سال بسال

	وزن	نمو					نمو میں حصہ				
		م س20ء				م س21ء	م س20ء				م س21ء
		س1	س2	س3	س4	س1	س1	س2	س3	س4	س1
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	**70.3**	**-5.5**	**0.2**	**-9.4**	**-24.8**	**5.0**					
ٹیکسٹائل	20.9	0.2	0.5	-8.3	-33.9	2.2	0.0	0.1	-1.9	-9.2	0.6
سوتی دھاگہ	13	0.2	0.0	-9.0	-34.5	0.1	0.0	0.0	-1.4	-6.2	0.0
سوتی کپڑا	7.2	0.1	0.3	-8.8	-34.3	-0.1	0.0	0.0	-0.6	-2.9	0.0
پٹ سن کی اشیا	0.3	-14.8	3.5	37.6	-31.3	10.7	0.0	0.0	0.1	-0.1	0.0
غذا	12.4	-9.0	15.8	-7.6	-4.0	13.4	-1.4	2.6	-2.3	-0.6	2.0
سگریٹ	2.1	-34.5	-24.3	-35.2	6.6	31.2	-0.7	-0.5	-0.7	0.1	0.5
نباتی گھی	1.1	2.0	8.4	6.4	-1.5	-5.6	0.0	0.1	0.1	0.0	-0.1
خوردنی تیل	2.2	0.0	13.7	14.0	7.3	3.2	0.0	0.5	0.4	0.3	0.1
مشروبات	0.9	-14.1	-6.5	-10.7	-10.3	7.6	-0.5	-0.1	-0.2	-0.4	0.3
پیٹرولیم مصنوعات	5.5	-14.5	-5.9	-32.0	-27.8	2.7	-1.0	-0.4	-1.7	-1.7	0.2
فولاد	5.4	-17.0	-6.8	2.0	-47.1	-8.1	-0.8	-0.3	0.1	-1.9	-0.4
غیر دھاتی معدنیات	5.4	-0.9	6.3	-0.2	-13.6	22.2	-0.1	0.8	0.0	-1.7	2.6
سیمنٹ	5.3	-1.4	6.3	0.0	-12.8	22.8	-0.2	0.8	0.0	-1.6	2.7
گاڑیاں	4.6	-34.6	-39.5	-37.7	-70.1	-5.7	-2.8	-2.9	-2.3	-4.3	-0.3
جیپ اور کار	2.8	-38.6	-54.6	-50.4	-85.4	-21.1	-1.7	-2.2	-1.8	-2.5	-0.6
کھاد	4.4	15.9	-5.1	7.9	0.4	2.0	0.9	-0.3	0.3	0.0	0.1
دواسازی	3.6	-11.9	-0.7	-3.6	5.6	14.4	-1.0	-0.1	-0.3	0.4	1.1
کاغذ	2.3	-1.3	16.0	-1.2	-4.2	11.0	-0.1	0.6	0.0	-0.1	0.4
برقی مصنوعات	2	11.0	-6.1	-34.1	-72.8	-20.4	0.4	-0.2	-1.4	-4.1	-0.9
کیمیکل	1.7	4.9	4.7	4.2	-24.1	10.5	0.1	0.1	0.1	-0.5	0.3
کاسٹک سوڈا	0.4	35.0	15.7	-4.5	-25.8	2.5	0.2	0.1	0.0	-0.1	0.0
چرمی مصنوعات	0.9	6.3	16.0	-2.1	-55.4	-44.5	0.1	0.2	0.0	-0.8	-0.7

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

پیٹرولیم

مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں پیٹرولیم صنعت کی پیداوار 2.7 فیصد بڑھی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 14.5 فیصد کمی ہوئی تھی۔ پیٹرولیم اور ڈیزل کی پیداوار بڑھنے سے بحیثیت مجموعی بہتری آئی، جس نے دیگر مصنوعات مثلاً جیٹ فیول کی پیداوار میں آنے والی کمی کا بخوبی ازالہ کر دیا۔

بعض دیگر عوامل نے بھی پیٹرولیم اور ڈیزل کی پیداوار بڑھانے میں معاونت کی۔ ٹرانسپورٹ میں سرگرمیاں بحال ہونے سے پیٹرولیم مصنوعات کی سرکاری اور نجی شعبے میں طلب بڑھ گئی۔ سرحد پر سخت کنٹرول سے بھی پاکستان کو ڈیزل کی اسمگلنگ رک گئی جس سے ملکی ساختہ مصنوعات کی طلب میں اضافہ ہوا۔[20]

[20] ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو (ماخذ: www.fbr.gov.pk/pr/smuggled-items-worth-3800-millionconfiscated/152389)

زائد سلفر والے فرنس آئل (ایچ ایس ایف او) کی پیداوار تقریباً اُسی سطح پر برقرار رہی حالانکہ ایچ ایس ایف او پر منحصر بجلی گھروں سے بننے والی بجلی میں اضافہ ہوا۔ اس جنس کی بلند طلب کو درآمدات سے پورا کیا گیا۔ حکومت بجلی سازی میں ایچ ایس ایف او پر اپنا انحصار کم کرنے کی گذشتہ چند سال سے کوشش کر رہی تھی تاکہ نسبتاً سستے متبادل مثلاً گیس کو استعمال کیا جائے۔ ایچ ایس ایف او پر پابندی کے علاوہ حکومت نے یورو-5 معیار پر پورا اترنے والے ایندھن کی طرف منتقلی کو اپنا ہدف بنایا ہے۔ اگرچہ یہ درست سمت میں ایک اقدام ہے تاہم اس کے پیٹرولیم کے ساتھ ساتھ گاڑیوں کی صنعت پر کچھ اثرات پڑ سکتے ہیں (باکس 2.1)۔

باکس 2.1: نہایت کم سلفر والے فیول (یو ایل ایس ایف) کی آمد اور گاڑیوں اور پیٹرولیم کی ملکی صنعتوں پر اس کے اثرات

دھویں کے اخراج کے نئے معیار کو اپنانے کے حکومتی اعلان سے گاڑیوں اور خام تیل صاف کرنے کی صنعتیں قلیل سے وسط مدت میں متاثر ہونے کا خدشہ ہے، جبکہ یہ اقدام طویل مدت میں شہری فضا کا معیار بہتر اور ان صنعتوں کو جدید بنائے گا۔ یہ تبدیلی اُن اقدامات کے عین مطابق ہے جو دنیا بھر میں کیے جا رہے ہیں تاکہ بعض گیسوں اور فضا میں موجود ذرّات سے ہونے والی فضائی آلودگی کم کی جائے۔[21] فضائی آلودگی ان اہم اسباب میں شامل ہے جو دنیا بھر میں نظامِ تنفس، دل، ذہن، اور نظامِ تولید کی بیماریوں کی وجہ بنتے ہیں، فضائی آلودگی دنیا بھر میں تقریباً 7 ملین اموات کی ذمہ دار ہے جن میں سے اکثر اموات ایشیا میں ہوتی ہیں۔ پاکستان میں 2017ء میں ہونے والی اموات کا 9 فیصد فضائی آلودگی کے سبب ہوا۔[22] نیز، 'آئی کیو ایئر' کے مطابق 2019ء میں پاکستان دنیا کے آلودہ ترین ملکوں میں سے ایک قرار پایا۔[23]

ترقی یافتہ ممالک شہری علاقوں میں فضائی آلودگی سے نمٹنے کے لیے ضوابطی اقدامات کر رہے ہیں جیسے گاڑیوں سے دھویں کے اخراج اور فیول کوالٹی کے معیارات، کیونکہ روڈ ٹرانسپورٹ فضائی آلودگی کے اہم ذرائع میں سے ایک ہے۔[24] گاڑیوں سے دھویں کے اخراج کے معاملے میں یورو اہم عالمی نشانیہ بن چکا ہے۔ فی الحال ممالک یورو-6 کی طرف جا رہے ہیں جسے 2014ء میں متعارف کرایا گیا تھا۔ آلودگی گھٹانے کی عالمی مہم کا ایک اہم جز ایندھن کا معیار بھی ہے۔ پیٹرولیم مصنوعات میں شامل سلفر صحت کے لیے ایک بڑا خطرہ ہے تاہم گذشتہ چند برسوں کے دوران ریفائننگ ٹیکنالوجی میں بہتری آنے کی بنا پر سلفر کی موجودگی خاصی کم ہو چکی ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں میں ضوابطی اقدامات کی بنا پر تیل برآمد کرنے والے تقریباً تمام اہم ممالک نہایت کم سلفر والے فیول (یو ایل ایس ایف) پر منتقل ہو چکے ہیں۔ تیل برآمد اور درآمد کرنے والے بڑے ملکوں کے مابین ان روابط کا نتیجہ یہ ہے کہ ترقی پذیر ملکوں کو بھی ان معیارات کو اپنانا ہے۔ پاکستان میں بھی حکومت نے مالی سال 21ء میں یورو-5 پر پورا اترنے والے ایندھن اپنانے کا منصوبہ بنایا ہے۔

[21] ماخذ: نیشنل ایروناٹکس اینڈ اسپیس ایڈمنسٹریشن (ماخذ: www.climatekids.nasa.gov/air-pollution/)

[22] ماخذ: عالمی ادارہ صحت۔

[23] ماخذ: www.iqair.com/us/world-most-polluted-countries

[24] تیل کی عالمی برآمدات کا 80 فیصد سے زائد یورپی یونین، امریکہ، چین، بھارت، جاپان اور جنوبی کوریا استعمال کر جاتے ہیں۔

شکل 2.1.1: ٹائم لائن- دھویں کے اخراج کے یورو معیارات اور پاکستان میں نفاذ

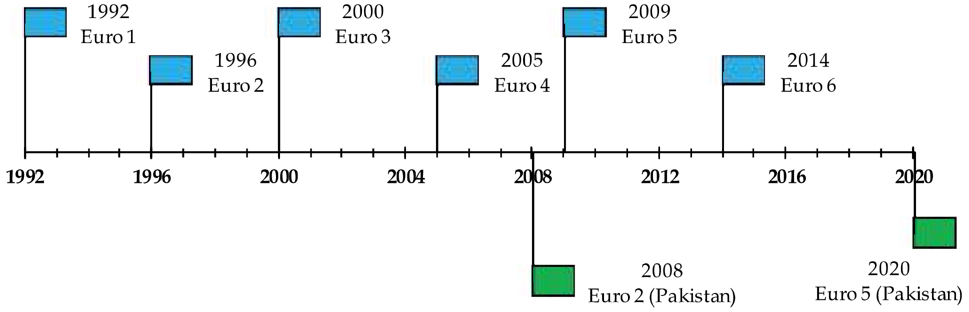

Source: DieselNet

عالمی سطح پر گاڑیوں سے دھویں کے اخراج اور فیول کوالٹی کے بارے میں تقاضوں کی بنیاد عملدرآمد کے وقت دستیاب ٹیکنالوجی اور ادارہ جاتی استعداد کو بنایا گیا ہے۔ ٹیکنالوجی کے پہلو سے ان صنعتوں کو معقول وقت دیا گیا کہ وہ نئے معیارات کی پابندی اختیار کرلیں۔ اس کے ساتھ ساتھ متعلقہ حکومتوں نے عمل درآمد کے طریقہ کار تیار کیے تاکہ معیارات کی پابندی یقینی بنائی جائے۔ چنانچہ ایک معیار سے دوسرے معیار کی طرف منتقلی کا انتظام احتیاط کے ساتھ کیا گیا۔ اس پس منظر میں، یورو-2 سے یورو-5 پر پاکستان کی جست بظاہر غیر متوقع لگتی ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ اس سے گاڑیوں اور پیٹرولیم کی ملکی صنعتوں میں کچھ مزاحمت سامنے آئے گی۔ چونکہ پاکستان بہتر معیارات کی طرف منتقل ہونے کے حوالے سے کافی عرصے سے دوسرے ملکوں سے پیچھے ہے، اس لیے اب مکمل پابندی کا ہدف حاصل کرنے کے لیے مطابقت کی ایک نسبتاً طویل مدت درکار ہوگی (**شکل 2.1.1**)۔ اس سے قطع نظر، چند دیگر ملکوں نے بھی بلند تر معیارات کی طرف جست لگائی ہے (مثلاً بھارت یورو-4 سے یورو-6 کی طرف گیا ہے)۔

جدول 2.1.1: ریفائنری کی پیداوار بلحاظ مصنوعات 2019-20

مجموعے کا فیصد

	پاکستان	امریکہ	یورپی یونین
پیٹرول	22	49	18
ڈیزل	37	25	40
ایچ ایس ایف او	20	2	13*
دیگر	21	24	29

* نہایت کم سلفر والا فرنس آئل

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات، ای آئی اے، او ای سی ڈی

پاکستان کی گاڑیوں کی صنعت پر اس اقدام کے اثرات بالکل واضح ہیں۔ گاڑیوں کے اسمبلرز پر لازم ہوگا کہ وہ دھویں کے اخراج کے معیار کو پورا کرنے کے لیے خصوصی آلہ نصب کرائیں۔ اس طرح کے آلات اُن ملکوں میں یکساں ہیں جنہوں نے یورو-5 یا 6 معیارات اپنائے ہیں۔ تاہم یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ملکی کاروں میں یورو-5 معیار کی پابندی کرنے والے پرزوں کی تنصیب سے لاگت بڑھ سکتی ہے جس سے گاڑیوں کی خردہ قیمت بڑھے گی۔ ایک اور ممکنہ رکاوٹ یہ ہے کہ تعمیل نہ کرنے والے ملکوں، مثلاً تھائی لینڈ اور انڈونیشیا سے درآمدات روک کر، تعمیل کرنے والے ملکوں مثلاً جاپان (یورو-6 کے مساوی) سے درآمدات کرنا ہوگی جو لاگت مزید بڑھا سکتا ہے۔[25]

پیٹرولیم صاف کرنے والی صنعت پر اس کے اثرات مزید شدید ہونے کی توقع ہے۔ ملکی صنعت کی تقریباً ایک چوتھائی پیداوار زائد سلفر والے تیل (ایچ ایس ایف او) پر مشتمل ہے جس کی طلب گھٹ چکی ہے چنانچہ بڑی حد تک فرسودہ پیٹرولیم صنعت اس نقصان کا پہلے ہی سامنا کررہی ہے (**جدول 2.1.1**)۔ یورو-5 کے پابند ایندھن کی طرف منتقلی کا تازہ ترین ضوابطی فیصلہ اس صنعت کے لیے مزید حوصلہ شکنی کا باعث بنے گا، جو اپ گریڈ کرنے کی ضرورت مزید بڑھا دے گا۔ یہ ایک بڑے پیمانے کی مالی ذمہ داری بھی ہوگی۔ مثال کے طور پر یورو-2 کی تعمیل کرنے

[25] تھائی لینڈ اور انڈونیشیا جو اب تک یورو-4 کی پابندی کررہے ہیں، گاڑیوں کی الگ الگ پرزوں کی شکل میں پاکستانی درآمدات میں تقریباً 40 فیصد کے حصہ دار ہیں (ماخذ: پاکستان دفتر شماریات)۔

والے ایندھن کی تیاری کے لیے پاکستان ریفائنری لمیٹڈ کے 47000 بی پی ڈی پلانٹ کو منصوبے کے مطابق اپ گریڈ کرنے پر تقریباً ایک ارب ڈالر لاگت متوقع ہے۔[26] یورو-5 کی تعمیل پر اس سے زیادہ لاگت آسکتی ہے۔

منفی پہلو یہ ہے کہ بھاری سرکاری اور بیرونی قرضے سے نمٹنے والے ایک ترقی پذیر ملک کے لیے جسے وسائل کی کمی کا سامنا ہو مذکورہ معیارات پر عمل درآمد کرنے میں پنہاں چیلنج خاصا بڑا ہے۔ خاص طور پر ادارہ جاتی استعداد کی کمی کے باعث یورو-5 معیارات تک بآسانی منتقلی کی ملکی کوششوں میں رکاوٹ پڑ سکتی ہے۔[27] ہموار طریقے سے تبدیلی کے لیے گاڑیوں اور پیٹرولیم کی صنعت کو ضروری ترغیبات دی جاسکتی ہیں۔ اس معاملے میں پاکستان اُن ملکوں کے تجربات سے سیکھ سکتا ہے جو تبدیلی سے گذر چکے ہیں۔ مثال کے طور پر ہانگ کانگ، برطانیہ اور جرمنی میں پمپوں پر ایک مختلف ٹیکس اسٹرکچر نافذ کیا گیا۔ دریں اثنا، امریکہ اور جاپان نے ریفائنرز کو ٹیکس ترغیبات دیں، اور بعض ملکوں میں براہِ راست زرِ اعانت بھی دیا گیا۔[28] ایک اور طریقہ نئے معیارات کی پابندی کرنے والی ریفائنریوں اور آٹو اسمبلرز کو ٹیکس میں وقفہ دینا ہے۔ اس تبدیلی کے لیے عمدہ انتظامات کیے جائیں تو ان دونوں صنعتوں میں سرمایہ کاری کو فروغ مل سکتا ہے، روزگار کے مواقع بڑھ سکتے ہیں اور استعداد میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

گاڑیاں

مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گاڑیوں کے شعبے میں پیداواری سرگرمیاں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 5.7 فیصد سکڑ گئیں۔ بالخصوص کامپیکٹ کار کے زمرے میں کار اور جیپ کا زمرہ ایک بار پھر اس پست کارکردگی کا اہم حصہ دار رہا۔ اس کے برعکس ٹریکٹر اور موٹر سائیکل کی پیداوار گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں بڑھی، اور دیگر زمروں سے آنے والی کمی کو کسی حد تک پورا کر گئی۔ سکڑاؤ کی شدت بحیثیت مجموعی مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نمایاں طور پر کم ہوئی (**شکل 2.6 الف، 2.6 ب**)۔

زیرِ جائزہ عرصے کے دوران کار اور جیپ کے زمرے کی پیداوار مالی سال 09ء سے اب تک پست ترین سطح تک گر گئی، ماسوائے مالی سال 20ء کی چوتھی سہ ماہی کے، جب کورونا کی وبا پھیلی ہوئی تھی۔ اس زمرے میں کامپیکٹ ہیچ بیک اور سیڈان اور

شکل 2.6 الف: س1 میں گاڑیوں کے زمروں میں نمو

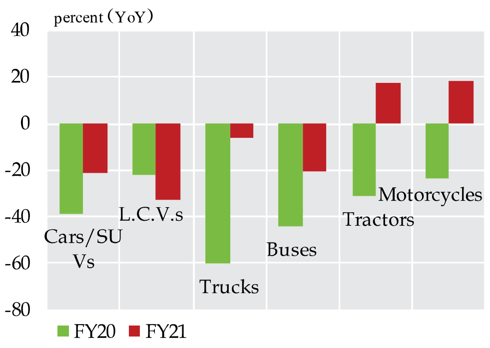

Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 2.6 ب: س1 میں گاڑیوں کا شعبہ اور نمو میں حصہ نمو

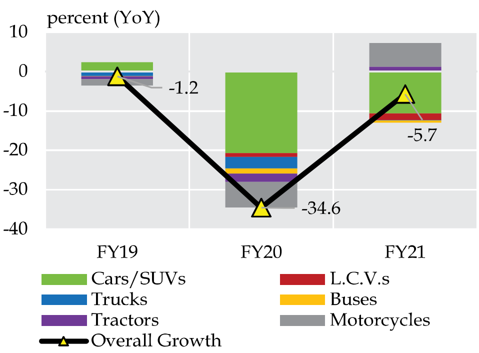

[26] ماخذ: ریڈیو پاکستان (radio.gov.pk/05-11-2019/govt-to-upgrade-pakistan-refinery-limited-with-1b-cost)

[27] ماخذ: گووند آر تمل سینا، ہاری بی دلال (2009ء) "ماحولیاتی شعبہ ٹرانسپورٹ کو کنٹرول کرنے کے لیے ضوابطی آلات "یورپین ٹرانسپورٹ / *trasporti europei, 41:80-112* ۔

[28] ماخذ: انٹرنیشنل کونسل فار کلین ٹرانسپورٹ (https://theicct.org/sites/default/files/publications/ICCT_LSF-fiscalpolicy_June2013.pdf)

جیپ کے نتائج متضاد رہے۔ اول الذکر میں تیزی سے کمی دیکھی گئی، جبکہ موخر الذکر دونوں گاڑیوں کی پیداوار کی نمو نئی اقسام کی بھاری طلب کی بنا پر بڑھ گئی۔

کامپیکٹ کار کے زمرے میں مندی کا سبب طلبی پہلو کے بعض عوامل ہو سکتے ہیں، جیسے کورونا کی جاری وبا میں رائڈ ہیلنگ سروسز کی طرف سے ہیچ بیک گاڑیوں کی کم طلب۔ دنیا بھر میں رائڈ ہیلنگ سروسز کو نقل و حرکت پر پابندیوں کی بنا پر طلب میں کمی کا سامنا ہے۔[29,30]

مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ہیچ بیک کاروں کے برعکس سیڈان کاروں کے زمرے میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں نمایاں اضافہ دیکھا گیا، جس کا سبب اس بات کو قرار دیا جاسکتا ہے کہ بلند آمدن گروپ میں سیڈان کاروں کی طلب کو کورونا کی وبا نے نسبتاً کم متاثر کیا۔ اس زمرے میں نئی اقسام کی پیداوار میں خاصی نمو دورانِ سہ ماہی دیکھی گئی۔ سیڈان کے زمرے کو پست شرحِ سود کے ماحول[31] اور مستحکم قیمتوں سے مزید مدد ملی جس سے صارفین میں ان کاروں کی خریداری کی استطاعت بڑھ گئی۔ تاہم سیڈان کی بلند پیداوار ہیچ بیک کاروں کی تیزی سے کمی کا ازالہ نہ کر سکی جس کی بنا پر کاروں کی پیداوار بحیثیت مجموعی مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کم ہوئی۔

کورونا کی وجہ سے پھیلی ہوئی بے یقینی کا ممکنہ نتیجہ تھا کہ کمرشل گاڑیوں کی طلب پست رہی۔ چنانچہ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ان کی پیداوار 32.6 فیصد گر گئی جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں 28.3 فیصد سکڑاؤ دیکھا گیا تھا۔

دریں اثنا، موٹر سائیکل اور ٹریکٹر کی فروخت میں عمدہ اضافے سے معلوم ہوتا ہے کہ دیہی علاقوں میں سرگرمیاں کورونا بحران سے بڑی حد تک غیر متاثر رہیں۔ زرعی قرضوں کے متعلقہ زمرے کے پست استعمال کے باوجود ٹریکٹر کی فروخت بڑھنے کا ممکنہ سبب دیہی معیشت میں سیالیت کی رکاوٹوں کا کم ہونا یا مقید طلب (pent-up demand)، یا دونوں ہو سکتے ہیں۔ دریں اثنا، ترسیلاتِ زر میں اضافے نے بھی ٹریکٹر کی نقد خریداری کا تناسب بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا ہوگا۔

تعمیرات سے منسلک صنعتیں

لاک ڈاؤن کے تحت نقل و حرکت پر عائد بعض پابندیاں ہٹالی گئیں تو حکومت نے تعمیرات کی صنعت کے لیے ایک ترغیباتی پیکیج کا اعلان کیا جس سے نجی شعبے کو سرگرمیاں دوبارہ شروع کرنے کا موقع ملا۔ دریں اثنا، سرکاری شعبے میں ترقیاتی اخراجات بڑھنے سے تعمیرات کے شعبے کو مہمیز ملی۔ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ترقیاتی اخراجات میں تیزی سے 15.4 فیصد سال بسال اضافہ ہوا، بالخصوص ڈیموں اور سڑکوں جیسے بڑے انفرااسٹرکچر منصوبوں پر اخراجات بڑھنے سے سیمنٹ کی طلب میں اضافہ ہوا۔

سیمنٹ

مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سیمنٹ کی پیداوار اب تک کی بلند ترین نمو 22.8 فیصد پر پہنچ گئی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 1.4 فیصد کمی آئی تھی۔ بڑے پیمانے کے انفرااسٹرکچر منصوبوں مثلاً دیامیر بھاشا ڈیم اور برہان ڈیرہ اسماعیل خان موٹروے کی رفتار زیرِ جائزہ عرصے کے دوران تیز ہوگئی جس سے سرکاری شعبے میں سیمنٹ کی طلب بڑھ گئی (**باب 4**)۔

ملکی طلب کے علاوہ سیمنٹ کی برآمدات میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران معقول نمو ہوئی (**شکل 2.7**) اور اس عرصے کے دوران ہونے والی مجموعی نمو میں ایک چوتھائی سے زائد کی حصہ دار ہے۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ بنگلہ دیش، چین اور سری لنکا جیسی غیر روایتی منڈیوں میں برآمدات بڑھ رہی ہیں جس سے ہمسایہ ملکوں بھارت اور افغانستان سے کم ہونے والی طلب کا بخوبی ازالہ ہوگیا۔

---

[29] رائڈ ہیلنگ سروسز کو دنیا بھر میں طلب کی شدید کمی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس صنعت کا ایک بڑا ادارہ 'اوبر' بتاتا ہے کہ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اس کے ٹرپ کی تعداد میں 35 فیصد کمی واقع ہوئی۔

[30] 'اوبر' نے کورونا کی بنا پر دنیا بھر میں اپنی افرادی قوت 25 فیصد کم کرلی (ماخذ: https://www.uber.com/en-PK/newsroom/ubers-2020-people-and-culture-report/)

[31] مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کاروں کی خریداری کے لیے صارفی مالکاری میں 21.3 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 2 ارب روپے کی خالص واپسی ہوئی تھی۔

فولاد

مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران فولاد کی صنعت کی پیداوار میں 8.1 فیصد کمی آئی جبکہ گذشتہ سال اس مدت میں 17.0 فیصد کمی ہوئی تھی۔ اگرچہ فولاد کی یہ کارکردگی سیمنٹ کی صنعت سے متضاد معلوم ہوتی ہے تاہم تفصیلی تجزیے سے پتہ چلتاہے کہ فولاد کی لمبی مصنوعات، جوکہ زیادہ تر تعمیراتی صنعت میں استعمال ہوتی ہیں، کی پیداوار نے مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نمو کا اظہار شروع کر دیا۔ درحقیقت اس عرصے کے دوران بِلٹ کی پیداوار میں سال بسال 26.0 فیصد کی متاثر کن نمو ہوئی (**شکل 2.8 الف، 2.8 ب**)۔

دوسری جانب، فولاد کی چپٹی (flat) مصنوعات کی طلب گاڑیوں اور آلات کے شعبوں میں ہونے والی پیش رفت کی عکاس ہے۔ جب اِن شعبوں سے طلب ماند پڑی تو فولاد کی چپٹی مصنوعات بنانے والوں کی استعداد کا استعمال کم ہو گیا اور منافع سکڑ گیا۔ فولاد کی چپٹی مصنوعات کی پست طلب کے اثرات نے فولاد کی لمبی مصنوعات میں ہونے والی نمو کو پوری طرح زائل کر دیا جس کا بحیثیت مجموعی نتیجہ پیداوار میں کمی کی صورت میں نکلا۔

کھاد

کھاد کے شعبے نے مثبت نتائج دکھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کھاد کی پیداوار میں سال بسال 2.0 فیصد اضافہ ہوا۔ تاہم یہ اضافہ

شکل 2.7 : سیمنٹ کا استعمال - ملکی بمقابلہ برآمدات

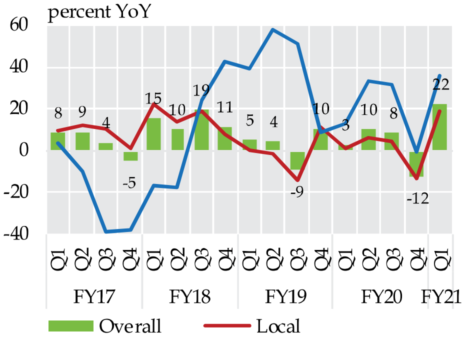

Source: All Pakistan Cement Manufacturers

گذشتہ سال کے اسی عرصے میں ہونے والی متاثر کن 15.9 فیصد نمو کے مقابلے میں پست ہے۔ نیشنل فرٹیلائزر ڈیولپمنٹ سنٹر (این ایف ڈی سی) کے ریکارڈ سے پتہ چلتاہے کہ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں نمو وسیع البنیاد تھی، کیونکہ یوریا اور نان یوریا دونوں کے کارخانوں نے اس نمو میں اپنا حصہ ڈالا۔ تاہم مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران یوریا کی پیداوار 4.2 فیصد گر گئی تاہم یہ اثرات نان یوریا کھاد مصنوعات کی پیداوار میں 19.7 فیصد کی عمدہ نمو سے زائل ہو گئے۔

پاکستان میں یوریا ساز اداروں میں دو اقسام کے کارخانے ہیں: بڑے پیمانے کے اور چھوٹے پیمانے کے۔ عملی استعداد کے لحاظ سے بڑے کارخانے اندازاً 6 ملین ٹن کی

شکل 2.8 الف: لمبی فولادی مصنوعات کی پیداوار

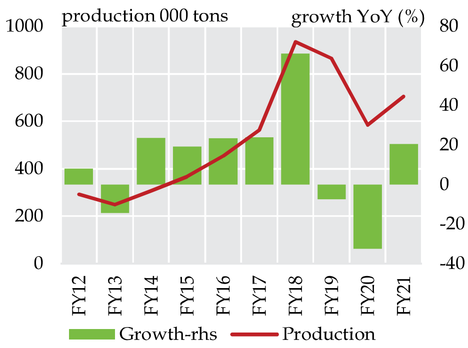

Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 2.8 ب: چپٹی فولادی مصنوعات کی پیداوار

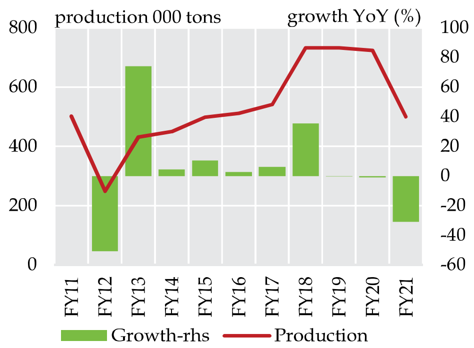

شکل 2.9: بڑے کارخانوں میں یوریا کی پیداوار

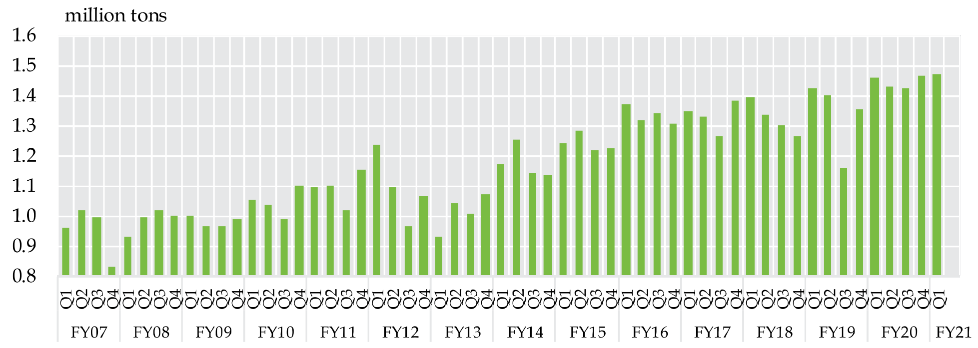

Source: National Fertilizer Development Center

سالانہ ملکی طلب کا تقریباً 90 فیصد پورا کرتے ہیں جبکہ بقیہ کمی چھوٹے کارخانوں کی رسد سے پوری ہوتی ہے۔ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑے کارخانوں کی پیداوار میں 2.1 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں یہ 1.3 فیصد گری تھی۔ مالی سال 05ء کے بعد سے یہ کسی بھی سہ ماہی میں بلند ترین پیداوار ہے (**شکل 2.9**)۔ بڑے کارخانوں کی مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کی مالی رپورٹوں سے ان کی عملی کارگذاری میں اضافے کا پتہ چلتا ہے جس سے پیداوار بڑھ گئی۔[32]

دوسری جانب، یوریا بنانے والے چھوٹے کارخانے جولائی 2020ء کے دوران زیادہ تر بند رہے۔ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے بقیہ دو مہینوں میں ان کارخانوں کو گیس کی فراہمی بحال ہونے سے ان میں پیداواری سرگرمیاں شروع ہوئیں۔ یاد رہے کہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں چھوٹے کارخانے بڑی حد تک فعال رہے تھے۔ بحیثیت مجموعی چھوٹے کارخانوں میں پست پیداوار نے بڑے کارخانوں میں ہونے والی معمولی نمو کو زائل کر دیا۔

مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران قیمتیں گذشتہ سال سے کم تھیں جس سے یوریا اور ڈی اے پی دونوں کھادوں کا استعمال بڑھ گیا (**شکل 2.10**)۔ تاہم گزرتی سہ ماہی کے ساتھ ساتھ قیمتیں بڑھنے لگیں کیونکہ جی آئی ڈی سی (گیس انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس) کی ادائیگی اور اس کے طریقہ کار کے حوالے سے بے یقینی مارکیٹ کو متاثر کرنے لگی۔

ٹیکسٹائل

مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ٹیکسٹائل شعبے کی پیداوار 2.2 فیصد بڑھ گئی جو گذشتہ سال اسی مدت میں 0.2 فیصد کی واجبی نمو حاصل کر سکی تھی۔ اس نمو میں بیشتر حصہ اونی مصنوعات کی پیداوار بڑھنے کا تھا جسے بین الاقوامی اداروں کی جانب سے موسم سرما کے جلد آغاز کی پیش گوئی سے جوڑا جا سکتا ہے، جس کی بنا پر اونی مصنوعات سازوں نے پیداوار جلد شروع کر دی۔[33] دریں اثنا، سوتی دھاگے اور کپڑے کی پیداوار (جو بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے اشاریے میں ٹیکسٹائل صنعت میں 96.3 فیصد کا مشترکہ وزن کی حامل ہے) پست رہی۔

سوتی ٹیکسٹائل صنعت کی غیر متاثر کن کارکردگی کے چند عوامل ممکن ہیں۔ پہلا، ملکی خام کپاس جو سوتی ٹیکسٹائل صنعت کے لیے خام مال ہے، معمول سے کم پیدا ہوئی۔ چنانچہ خام مال کی پست دستیابی سے تقریباً 208 ملین ڈالر کی کپاس درآمد کرنی پڑی،

[32] ماخذات: (1) اینگرو فرٹیلائزر، تیسری سہ ماہی رپورٹ 2020ء، (2) فوجی فرٹیلائزر کمپنی لمیٹڈ، مالی گوشوارے، تیسری سہ ماہی، 30 ستمبر 2020ء۔

[33] ماخذات: موسمیاتی اسٹیشنوں نے 'La Nina' واچ جاری کی، جس کا تعلق دنیا بھر میں سرد موسم سے ہے (1) www.climate.gov/news-features/blogs/enso/july-2020-enso-update-la-nina-watch (2) https://iri.columbia.edu/news/july-climate-briefing-la-nina-watch-issued/

شکل 2.10: یوریا کا استعمال اور قیمت

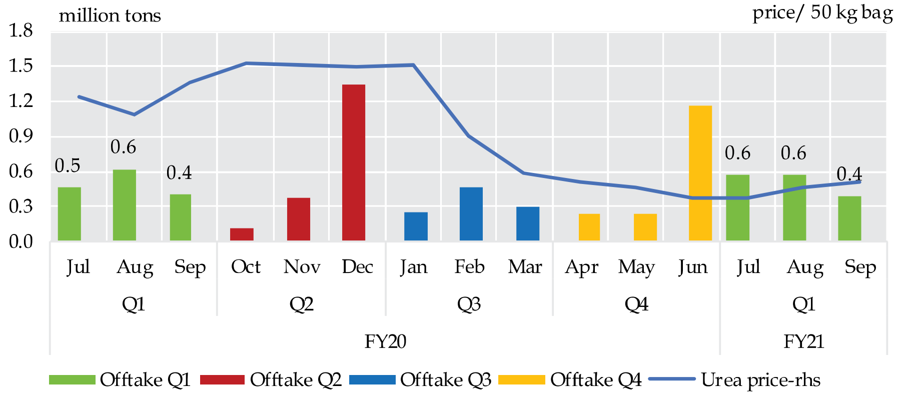

Source: National Fertilizer Development Center

جو کہ مالی سال 08ء کی پہلی سہ ماہی کے بعد سے اس کا بلند ترین درآمدی خرچہ ہے۔ درآمدی کپاس پر انحصار بڑھنے سے برآمدی نوعیت کی اس صنعت کی لاگت بھی بڑھ گئی۔ سوتی ٹیکسٹائل صنعت کی پیداوار کو متاثر کرنے والا دوسرا اسبب ٹیکسٹائل مصنوعات کی بین الاقوامی پست طلب ہے۔ ٹیکسٹائل مصنوعات کی عمدہ قیمتوں کی بنا پر مالیت کے اعتبار سے برآمدات 2.9 فیصد بڑھ گئیں کیونکہ یورپ میں بڑے ممالک میں سوتی ملبوسات کی طلب بڑھ نہیں سکی ہے (**باب 5**)۔

غذا

مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران فوڈ پراسیس کرنے کی صنعت میں پیداواری سرگرمیوں میں 13 فیصد کا تیز رفتار اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 9 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ حالیہ اضافے کو تمباکو اور پسائی کی صنعتوں کی پیداوار تیزی سے بڑھنے سے منسلک کیا جا سکتا ہے۔[34]

تمباکو کی صنعت کی پیداوار میں 31.2 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال 34.5 فیصد سکڑاؤ آیا تھا۔ حکومت نے گذشتہ سال کا ڈیوٹی اسٹرکچر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا جس کا مقصد باضابطہ صنعت میں پیداوار کو ترغیب دینا تھا۔ اس کے علاوہ حکومت نے ناجائز اور جعلی تمباکو مصنوعات کے خلاف اپنی مہم تیز کرتے ہوئے نگرانی کے طریقہ کار کو وسیع تر کیا۔[35] ان اقدامات سے تمباکو کی صنعت میں پیداوار کو سہارا ملا کیونکہ طلب مقامی ساختہ تمباکو مصنوعات کی طرف منتقل ہو گئی (**باب 4**)۔

اس سے قطع نظر، ڈیوٹی اسٹرکچر اب بھی بے ضابطہ اور ناجائز اقسام کی مصنوعات کے استعمال کو ترغیب دے رہا ہے۔ پاکستان میں تمباکو کے استعمال پر سوشل پالیسی اینڈ ڈیولپمنٹ سنٹر (ایس پی ڈی سی) کے ایک حالیہ مطالعے میں بیان کیا گیا ہے کہ ملک میں تقریباً 45 فیصد گھرانے اپنی ماہانہ آمدنی کا لگ بھگ 3 فیصد تمباکو پر خرچ کرتے ہیں۔ مزید برآں، ناجائز اور جعلی مصنوعات جو مارکیٹ شیئر کا تقریباً 40 فیصد ہیں، محصولات کی وصولی پر منفی اثرات ڈال رہی ہیں۔ چنانچہ اگر غیر قانونی مصنوعات کا حصہ گھٹا دیا جائے تو باضابطہ صنعت کو ممکنہ فوائد مل سکتے ہیں۔[36]

---

[34] گندم کی پیداوار میں اضافے کی وجہ یہ ہے کہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے سروے میں رپورٹنگ یونٹوں کی تعداد بڑھ گئی۔

[35] ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو-متعدد پریس ریلیز (1) ایف بی آر نے ڈیوٹی کی عدم ادائیگی پر سگریٹ ضبط کر لیے-17 ستمبر 2020ء (2) جعلی سگریٹوں کی بھاری مقدار آئی اینڈ آئی نے ضبط کر لی-اِن لینڈ ریونیو پشاور ڈائریکٹوریٹ-15 ستمبر 2020ء (3) 3800 ملین روپے کی اسمگل شدہ اشیا جولائی میں پکڑی گئیں-30 جولائی 2020ء۔

[36] ماخذ: سوشل پالیسی ڈیولپمنٹ سنٹر (2020ء)۔ پاکستان میں گھرانوں کے صارفی انداز پر تمباکو کے استعمال کے اثرات۔ کراچی: سوشل پالیسی ڈیولپمنٹ سنٹر۔

2.4 خدمات

خدمات کے شعبے کے ابتدائی اظہاریے گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بحالی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اجناس کی پیداوار کے شعبے میں نمو کے علاوہ درآمدات میں اضافے سے زیرِ جائزہ عرصے کے دوران خدمات کے شعبے میں سرگرمی بڑھنے کا اظہار ہوتا ہے، خصوصاً تھوک اور خردہ فروشی کے زمروں میں (**جدول 2.7**)۔

عارضی صارفی مصنوعات نے مالی سال 20ء کی چوتھی سہ ماہی اور اہم تر یہ کہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کی نسبت مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران معقول نمو دکھائی جسے مقید طلب کہا جاسکتا ہے۔ نیز، منقولی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ سینیٹائزر، صابن اور کلینزر جیسی صحت وصفائی سے متعلق مصنوعات کی طاقت ور طلب نے بھی عارضی صارفی مصنوعات کی بلند طلب میں اپنا کردار ادا کیا۔

زیرِ جائزہ عرصے میں خدمات کی صنعت سے قرضے کے لیے طلب میں اضافے سے بھی اس شعبے میں بحالی کا پتہ چلتا ہے۔ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران قرضے کے استعمال میں 17.8 ارب روپے کا اضافہ دیکھا گیا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت کے دوران 43.8 ارب روپے خالص واپسی ہوئی تھی۔ بیشتر قرض گیری پیٹرولیم مصنوعات کے تاجروں کی طرف سے ہوئی۔ جب نقل وحرکت اور پیداوار پر سے کورونا سے متعلق رکاوٹیں ہٹائی جانے لگیں اور معاشی بحالی کی رفتار بڑھنا شروع ہوئی تو ایندھن کی بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کرنے کے لیے آئل مارکیٹنگ کمپنیز نے قرض لیا (**باب 3**)۔

مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے زمروں کے اظہاریے بھی بہتر ہوئے (**جدول 2.7**)۔ جب کورونا سے متعلق رکاوٹیں ہٹائی گئیں تو شہروں کے مابین اور بین الصوبائی سفر بڑھنے اور سیاحت کی بحالی سے ٹرانسپورٹ کے شعبے کو طاقت ملی (**جدول 2.7**)۔ اس کے علاوہ کمرشل گاڑیوں کی فروخت میں اضافے سے بھی ٹرانسپورٹ کے شعبے میں نمو کا پتہ چلتا ہے۔

جدول 2.7: شعبہ خدمات کے منتخب اظہاریے

	م س20ء س1	م س20ء س4	م س21ء س1
تھوک اور خردہ تجارت (18.2 فیصد)			
شعبہ جاتی قرضے کا استعمال- بہاؤ (ارب روپے)	-43.8	-0.8	17.8
پیٹرولیم مصنوعات[1]	0.3	-3.5	17.6
تعمیراتی ساز وسامان[2]	-27.1	-0.1	-0.05
دیگر	-16.9	2.8	0.25
درآمدات (ارب ڈالر)[الف]	11.2	9.8	11.3
بڑے پیمانے کی اشیاسازی (سال بسال نمو)	-5.5	-24.8	5.0
عارضی صارفی مصنوعات (سال بسال نمو)	1.5	-0.1	17.1
زرعی قرضہ (اجرا، ارب روپے)	263.3	302.5	254.7
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات (12.3 فیصد)			
ٹرانسپورٹ شعبے کو پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت (ملین میٹرک ٹن)	3.4	3.7	3.7
جس میں سے روڈ ٹرانسپورٹ	3.3	3.7	3.6
ریلویز	0.04	0.02	0.03
کمرشل گاڑیوں کی فروخت (یونٹس)	5,000	2,949	6,618
موبائل فون کی گنجائیت (فیصد)	76.8	78.8	79.6^
براڈ بینڈ صارفین (ملین)	74	83.1	87^
مالیات اور بیمہ (3.6 فیصد)			
اثاثہ جات (ارب روپے)*	21,655	23,705	23,808
امانتیں (ارب روپے)*	14,945	17,404	17,543
اثاثہ جات پر منافع (فیصد)	0.8	1.1	1.1
ایکویٹی پر منافع (فیصد)	10.8	14.6	14.8
منافع بعد از ٹیکس (ارب روپے)	37.3	80	69
متعدی شرح	8.9	9.7	9.9
عمومی سرکاری خدمات (8.6 فیصد)			
عمومی حکومت اور دفاع پر اخراجات** (ارب روپے)	1,009.3	1,925	1,205

نوٹ: قوسین میں اعداد وشمار مالی سال 20ء کے جی ڈی پی میں شعبہ جاتی تناسبات ہیں۔
[1] ٹھوس، مائع، گیس ایندھن اور متعلقہ مصنوعات [2] تعمیراتی ساز وسامان، ہارڈ ویئر، پلمبنگ اور ہیٹنگ کے آلات اور سامان
*آخر ستمبر 2019ء تک کے ذخائر **صرف وفاقی حکومت ^اگست 2020ء تک

ماخذ: اسٹیٹ بینک، [الف] پاکستان دفتر شماریات، او سی اے سی، پی اے ایم اے، پی ٹی اے، وزارت خزانہ

دریں اثنا مواصلات کے زمرے میں موبائل فون اور انٹرنیٹ سروسز کی طلب مستحکم رہی، اسے فاصلاتی ملازمت (remote-working) اور آن لائن تعلیمی بندوبست سے تحریک ملی۔ اس کے نتیجے میں ملک میں سیلولر ٹیلی ڈینسٹی اور براڈ بینڈ صارفین کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا۔ نیز، مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران موبائل فون کی درآمد میں قابلِ ذکر اضافہ دیکھا گیا۔[37] اس اضافے کا سبب سستے موبائل فون کی درآمد پر سیلز ٹیکس اور ایڈوانس ٹیکس کی کمی کے علاوہ گذشتہ

[37] مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں سیل فون کی درآمد گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 83.2 فیصد بڑھی۔

سہ ماہی کے دوران لاک ڈاؤن کی وجہ سے رکی ہوئی مقید طلب کو قرار دیا جاسکتا ہے **(باب 5)**۔

مالیات اور بیمہ میں شعبہ بینکاری کی کارکردگی میں مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نمایاں بہتری آئی۔ بعد از ٹیکس منافع بڑھ کر 69 ارب روپے ہو گیا جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں درج کیے گئے 37.3 ارب روپے منافع سے زائد ہے۔ نفع یابی کے اظہاریے جیسے اثاثہ جات پر منافع اور ایکویٹی پر منافع بھی اسی مدت کے مقابلے میں بہتر ہوگئے **(جدول 2.6)**۔ بینکوں کے منافع میں نمو کا سبب خالص سودی آمدنی، خاص طور پر سرمایہ کاری سے، بڑھنے کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران جدولی بینکوں کی سرمایہ کاری کی مالیت بڑھ کر 797.4 ارب روپے ہوچکی ہے جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں یہ 541 ارب روپے تھی **(شکل 2.11)**۔

شعبہ خدمات کی سرگرمیوں میں اضافہ ان اظہاریوں کے علاوہ گوگل موبلٹی ڈیٹا سے بھی ظاہر ہے۔ یہ ڈیٹا سیٹ چار زمروں کا احاطہ کرتا ہے جو شعبہ خدمات کے ساتھ قریبی طور پر منسلک ہیں، جن کے نام خردہ اور تفریح، پنساری اور فارمیسی، عارضی قیام اور جائے کار پر سرگرمیاں ہیں۔ اس ڈیٹا کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ کورونا سے متعلق پابندیاں نافذ ہونے کے بعد ان شعبوں میں سرگرمیاں تیزی سے گر گئیں۔ مارچ 2020ء کے اختتام تک پاکستان میں خردہ اور تفریح، پنساری اور فارمیسی، عارضی قیام اور جائے کار پر سرگرمیاں اپنی اساس (baseline) یعنی قبل از کورونا سے بالترتیب 68 فیصد، 53 فیصد، 60 فیصد اور 62 فیصد گر گئیں۔ درحقیقت دیگر جنوبی ایشیائی معیشتوں نے، ماسوائے پاکستان، اپنی اساسی حیثیت کی نسبت خردہ اور تفریح 69 فیصد، پنساری اور فارمیسی 57 فیصد، عارضی قیام 66 فیصد اور جائے کار پر سرگرمیاں 63 فیصد کم ہو گئیں **(شکل 2.12)**۔[38] تاہم جب حکومت نے نقل و حرکت پر پابندیاں بتدریج نرم کیں تو تمام اظہاریوں میں سرگرمیاں بڑھنے لگیں۔

شکل 2.11: جدولی بینکوں کے حاصل کردہ مارک اپ کی تفصیل

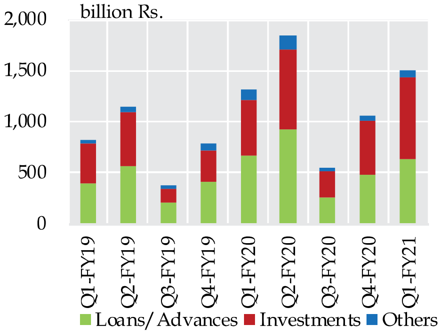

Source: State Bank of Pakistan

سرکاری حکام نے پابندیاں نرم کرنے کے علاوہ صنعتوں مثلاً تعمیرات اور ایس ایم ای اداروں کے لیے متعدد رعایتی پیکیج بھی متعارف کرائے جس کے سبب شعبہ خدمات میں بحالی کو مدد ملی۔ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں ان اظہاریوں کے مجموعی ملکی تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں بحالی کی رفتار بقیہ جنوبی ایشیا کی نسبت تیز رہی **(شکل 2.12)**۔ پاکستان میں پنساری کی دکانوں اور فارمیسی تک جانے، اور عارضی قیام میں اساس کی نسبت بالترتیب 12 فیصد اور 3 فیصد اضافہ ہوا جبکہ جنوبی ایشیا میں ان اظہاریوں میں بالترتیب 3 فیصد اور 8 فیصد کمی ہوئی۔

2.5 لیبر مارکیٹ

کسی معیشت کی کارکردگی ناپنے کا ایک اہم اظہاریہ روزگار ہے۔ اس لیے لیبر مارکیٹ کی حرکیات کو سمجھنا ضروری ہے جہاں روزگار میں ساختی تبدیلیوں یا مختلف دھچکوں کی بنا پر متعدد تبدیلیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔ پاکستان میں اس حقیقت کے ساتھ ساتھ کہ ہر سال ملکی لیبر فورس میں 1.3 ملین نووارد شامل ہو جاتے ہیں،[39] ہماری لیبر مارکیٹ کو متعدد دھچکوں سے نمٹنا پڑتا ہے جن میں کورونا سے متعلق حالیہ لاک ڈاؤن بھی شامل ہے۔

[38] اس سیکشن میں کیے گئے تجزیے میں جنوبی ایشیا میں پاکستان، بھوٹان اور مالدیپ شامل نہیں ہے۔ بھوٹان اور مالدیپ کا قابل موازنہ ڈیٹا موجود نہیں ہے جبکہ پاکستان کا ڈیٹا جان بوجھ کر الگ رکھا گیا ہے تاکہ بقیہ جنوب ایشیائی ملکوں سے موازنے میں مدد ملے۔

[39] ماخذ: عالمی بینک (2018ء) "جنوبی ایشیا کا اقتصادی فوکس، بہار 2018ء: بیروزگاری میں اضافہ؟" واشنگٹن ڈی سی: عالمی بینک۔

شکل 2.12: گوگل موبلٹی میں تبدیلیاں (7 روزہ ایم اے): پاکستان اور جنوبی ایشیا

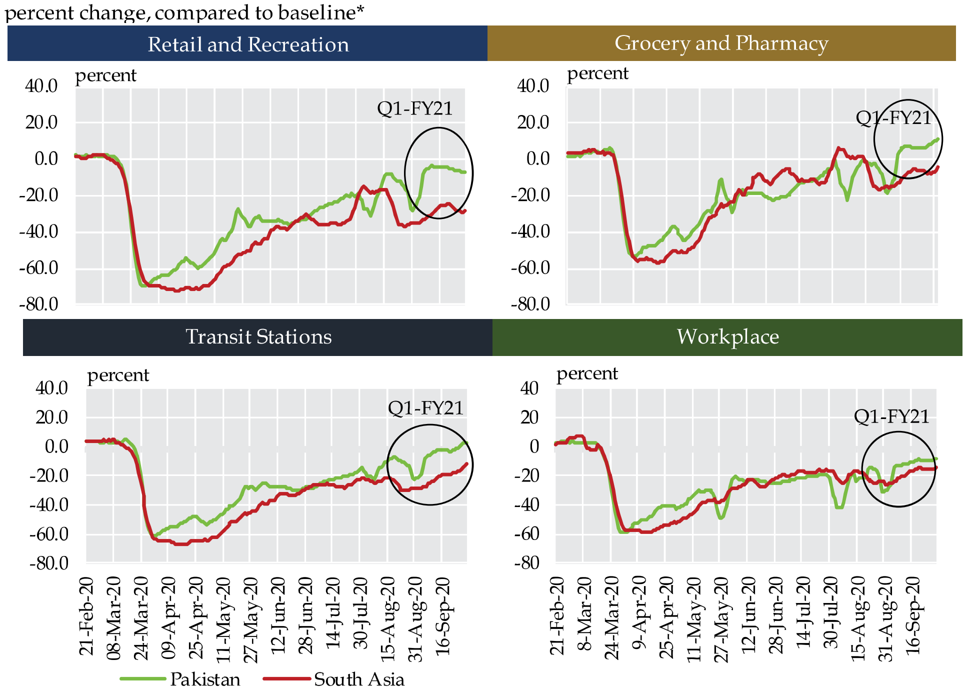

*The baseline (pre-Covid) is the median value for the 5- week period (Jan 3–Feb 6, 2020). the negative value represent acitvity is down while positive value represent activity is up from the baseline.
Source: Covid-19 Community Mobility Report

تاہم ملکی لیبر مارکیٹ کا تجزیہ میعادی ڈیٹا سیٹ کی محدود دستیابی کی بنا پر ایک دشوار عمل ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان کی لیبر مارکیٹ کے بارے میں معلومات کا بنیادی ذریعہ 'لیبر فورس سروے' ہے جس کی تازہ ترین اشاعت برائے 18-2017ء ہوئی (**شکل 2.13**)۔[40] اس سے قطع نظر، متبادل کے طور پر چند مفید ذرائع کو استعمال کیا جاسکتا ہے مثلاً صنعتی کارکردگی اور روزگار کے ماہانہ سروے جو شماریات کے صوبائی ادارے منعقد کرتے ہیں، اسٹیٹ بینک کے اعتمادِ کاروبار سروے سے ماخوذ روزگار انڈیکس، اور صارف اشاریہ قیمت کا شرحِ اجرت کا ڈیٹا (**باکس 2.2**)۔

باکس 2.2: پاکستان میں لیبر مارکیٹ ڈیٹا کے ماخذوں کی ترتیب

لیبر مارکیٹ کی کارکردگی کی پیمائش کے لیے اہم باتیں لیبر فورس سروے سے اخذ کی جاسکتی ہیں۔ یہ سروے پاکستان دفتر شماریات شائع کرتا ہے اور اس میں سماجی و شماریاتی تفصیلات، روزگار کی صورت حال، لیبر مارکیٹ کی صوبہ وار اور شعبہ وار تقسیم کی تفصیلات ہوتی ہیں۔ سروے کے مطابق مجموعی ملازمتوں میں زرعی شعبے کا حصہ 38.5 فیصد ہے، جس کے بعد خدمات اور صنعت میں بالترتیب 37.8 فیصد اور 23.7 فیصد ہے (**جدول 2.2.1**)۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ شعبہ خدمات مجموعی جی ڈی پی میں بڑا حصہ دار ہے جبکہ مجموعی ملازمتوں میں اس کا حصہ تقریباً زراعت

[40] ایل ایف ایس 11-2010ء اور 13-2012ء میں سہ ماہی وار شائع ہوا تھا۔

روزگار کی شعبہ وار تقسیم **جدول 2.2.1**

	جی ڈی پی میں حصہ 2020ء[41]	روزگار میں حصہ 2018ء[42]	روزگار کے رجحانات کے اظہاریے
زراعت	19.3	38.5	(1) لیبر فورس سروے-پاکستان دفتر شماریات
صنعت	19.3	23.7	(1) لیبر فورس سروے-پاکستان دفتر شماریات (2) ماہانہ صنعتی پیداوار اور روزگار کا سروے منجانب پنجاب اور سندھ کے دفاتر شماریات (3) صارف اشاریہ قیمت سے تعمیراتی شعبے کی اجرتیں-پاکستان دفتر شماریات (4) اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا اعتمادِ صارف سروے
خدمات	61.4	37.8	(1) لیبر فورس سروے-پاکستان دفتر شماریات (2) اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا اعتمادِ صارف سروے

جتنا ہے۔ ایل ایف ایس میں اجرتوں کے بارے میں بھی اعداد و شمار ہوتے ہیں اور ملک میں بیروزگار اور برسرروزگار افراد کے بارے میں معلومات بھی ہوتی ہیں۔ تاہم اشاعت میں وقفے کی بنا پر اس کا تازہ ترین ایڈیشن 18-2017ء کا دستیاب ہے جو لیبر مارکیٹ کی تازہ ترین صورت حال کا احاطہ نہیں کرتا۔

ایل ایف ایس سے رہ جانے والے خلا کو پُر کرنے کے لیے اور لیبر مارکیٹ میں جاری رجحانات کو سمجھنے کے لیے پنجاب دفتر شماریات اور سندھ دفتر شماریات کا شائع کردہ "صنعتی پیداوار اور روزگار کا ماہانہ سروے" استعمال کیا جاتا ہے۔[43] یہ دونوں صوبے ملکی رجحانات کے تجزیے کا عمدہ ذریعہ ہیں کیونکہ یہ دونوں مجموعی طور پر ملکی لیبر فورس[44] کا 84 فیصد بناتے ہیں اور ملکی جی ڈی پی میں ان کا حصہ 84.1 فیصد ہے۔[45], [46] پنجاب کے لیے ڈیٹا 45 اہم صنعتوں کے 1900 صنعتی کارخانوں سے، اور سندھ کے لیے 22 صنعتوں کے 535 کارخانوں سے لیا گیا ہے۔ ان مطبوعات میں تمام صنعتی شعبوں میں کام کرنے والے کارکنوں کے بارے میں متعلقہ معلومات موجود ہیں۔ بحیثیت مجموعی صنعتی شعبہ لیبر فورس کا 24 فیصد رکھتا ہے جبکہ جی ڈی پی میں اس کا حصہ 19.3 فیصد ہے (**جدول 2.2.1**)۔

لیبر مارکیٹ میں حالیہ رجحانات کی پیمائش کے لیے ایک اور مفید متبادل اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا اعتمادِ کاروبار سروے (بی سی ایس) ہے۔ یہ ہر دو ماہ بعد ہونے والا ٹیلی فونک سروے ہے جس میں 1000 رجسٹرڈ فرمز کے مالکان کے ایک نمونے سے معیشت بشمول روزگار کے بارے میں ان کی آرا معلوم کی جاتی ہیں۔[47] بی سی ایس پر مبنی اشاریے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ یہ صنعت اور خدمات کے شعبوں کے لیے الگ الگ دستیاب ہوتا ہے اور ایک مجموعی اشاریہ بھی موجود ہوتا ہے۔ شعبہ خدمات کا ایک الگ میٹرک متعلقہ ہے کیونکہ یہ شعبہ جی ڈی پی میں 60 فیصد سے زائد اور لیبر فورس میں 38.6 فیصد کا حصہ دار ہے (**جدول 2.2.1**)۔

[41] ماخذ: وزارتِ خزانہ (2020ء)۔ پاکستان کا اقتصادی سروے، 20-2019ء۔ اسلام آباد: وزارتِ خزانہ

[42] ماخذ: پاکستان دفتر شماریات (2019ء)۔ لیبر فورس سروے 18-2017ء۔ اسلام آباد: پاکستان دفتر شماریات۔

[43] خیبر پختونخوا دفتر شماریات بھی صنعتی پیداوار کا ماہانہ سروے شائع کرتا ہے تاہم مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں ہونے والی پیش رفت پر تازہ ترین مطبوعات موجود نہیں۔

[44] ماخذ: پاکستان دفتر شماریات (2019ء)

[45] جی ڈی پی میں پنجاب کا حصہ 54.2 فیصد تھا (ماخذ: پنجاب گروتھ اسٹریٹیجی 2023ء، منصوبہ بندی و ترقی بورڈ، 2018ء)۔ جی ڈی پی میں سندھ کا حصہ 28 فیصد تھا (ماخذ: منصوبہ بندی و ترقی بورڈ (2018ء)۔ پنجاب گروتھ اسٹریٹیجی 2023ء۔ لاہور: منصوبہ بندی و ترقی بورڈ۔ ماخذ: عالمی بینک گروپ (2017ء) سندھ سرکاری اخراجات کا جائزہ۔ واشنگٹن ڈی سی: عالمی بینک۔

[46] پاکستان دفتر شماریات (2019ء)۔

[47] مالکان سے جو سوالات کیے جاتے ہیں ان میں دیگر سوالات کے علاوہ گذشتہ 6 ماہ میں روزگار کی سطح اور اگلے 6 ماہ میں روزگار کی متوقع سطح کے بارے میں بھی پوچھا جاتا ہے۔ ان جوابات کی بنیاد پر ایک اشاریہ بنایا جاتا ہے جو اگر 50 سے زائد ہو تو نئے روزگار کے لیے مثبت علامت سمجھی جاتی ہے اور 50 سے کم ہو تو منفی علامت سمجھی جاتی ہے۔ مزید معلومات کے لیے دیکھیے:
www.sbp.org.pk/research/BCS.asp

پاکستان دفتر شماریات صارف اشاریہ قیمت کا جو ماہانہ ڈیٹا جاری کرتا ہے اس میں تعمیرات سے منسلک ہنر مند اور غیر ہنر مند کارکنوں (پینٹر، بڑھئی، مستری، پلمبر) کی اجرتوں کی بھی معلومات موجود ہوتی ہیں۔ یہ سروے ہر ماہ ہوتا ہے اور اس میں 35 شہری اور 27 دیہی مراکز کا احاطہ کیا جاتا ہے۔

شکل 2.13: لیبر فورس سروے، اشاعت کا جائزہ

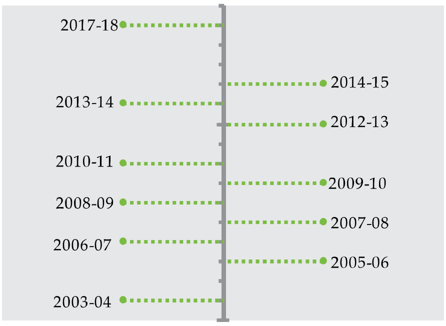

Source: Pakistan Bureau of Statistics

پنجاب اور سندھ کے روزگار کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ پابندیوں کے عروج والے زمانے وسط مارچ 2020ء تا اپریل 2020ء کی نسبت جولائی تا اگست مالی سال 21ء کے دوران اشیا سازی کے شعبے میں بہتری آئی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ لاک ڈاؤن کے بعد کے عرصے میں اشاریہ روزگار میں اضافہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں ہونے والی بحالی سے ہم آہنگ ہے (**شکل 2.14**)۔ نقل و حرکت پر پابندیوں میں تب سے آنے والی بتدریج نرمی کی کے سبب ان صوبوں میں صنعتی شعبے میں روزگار بڑھا۔ لاک ڈاؤن کے ابتدائی مرحلے کے دوران صنعتی کارکنوں میں سے 10 فیصد کی ملازمتیں ختم ہو گئیں۔ اگلے مہینوں کے دوران پابندیوں میں مزید نرمی کے باعث کچھ بحالی ہوئی تاہم صنعتی لیبر مارکیٹ اگست 2020ء کے اختتام تک اُس سطح پر نہیں آ سکی تھی جس سطح پر وہ کورونا وبا سے پہلے تھی۔

صوبہ وار اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ اشیا سازی کے شعبے میں ملازمتوں کا خاتمہ سندھ میں نسبتاً زیادہ ہوا اور بحالی کی رفتار مقابلتاً سست رہی (**شکل 2.15**)۔ سندھ میں ملازمتوں کے نسبتاً زیادہ خاتمے کا تعلق مون سون کی شدید بارشوں اور بعد

شکل 2.14: سندھ اور پنجاب کا مشترکہ صنعتی روزگار اور ایل ایس ایم اشاریہ

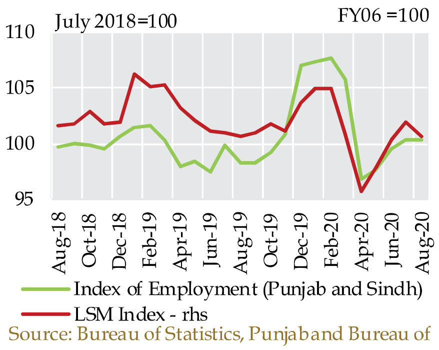

Source: Bureau of Statistics, Punjaband Bureau of Statistics, Sindh

ازاں سیلاب سے جوڑا جا سکتا ہے خاص طور پر اگست 2020ء کے دوران صنعتی مرکز کراچی میں ایسا ہوا۔[48]

شعبہ جاتی تناظر میں دیکھا جائے تو کورونا کے عروج کے دنوں میں تمام ہی شعبوں میں لوگوں کا روزگار ختم ہوا تاہم شکر اور چمڑے کی صنعتیں زیادہ متاثر ہوئیں (**شکل 2.16**)۔ فروری 2020ء[49] کی سطح سے روزگار کا موازنہ کیا جائے تو شکر کی صنعت میں 23.5 فیصد ملازمین لاک ڈاؤن کے عرصے میں بیروزگار ہوئے۔ حتیٰ کہ لاک ڈاؤن ختم ہونے کے بعد بھی شکر کی صنعت سے ملازمین کو نکالا جاتا رہا۔ لاک ڈاؤن کے دوران چمڑے کی صنعت میں بھی کارکنوں کی تعداد گر گئی، تاہم شکر کی صنعت کے برعکس چمڑے کی صنعت میں ملازمتیں لاک ڈاؤن کے بعد والے عرصے میں بڑھنا شروع ہو گئیں۔ جب پابندیاں بتدریج ہٹائی جانے لگیں تو بعض صنعتوں نے مزید کارکنوں کی بھرتی شروع کر دی۔ مثال کے طور پر اگست 2020ء تک سیمنٹ اور ٹیکسٹائل کی صنعتوں میں ملازمت کے مواقع قبل از کورونا سطح سے بھی بلند

[48] سندھ کے مجموعی صنعتی اداروں میں سے 67.0 فیصد کراچی میں واقع ہیں (ماخذ: سندھ دفتر شماریات)۔ نیز، اشیا سازی کی صنعت شماری 06-2005ء کے مطابق اس میں حصہ لینے والے مجموعی صنعتی اداروں کی سب سے زیادہ یعنی 17.0 فیصد تعداد کراچی میں ہے جبکہ ملک کی مجموعی پیداواری مالیت میں اس کا حصہ 26 فیصد ہے۔

[49] تاہم قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ شکر سازی کی صنعت میں بیروزگار ہونے والوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کچل کاری کا سیزن نہ ہونے کے باعث ملازمت سے محروم ہوئے۔

شکل 2.15: سندھ اور پنجاب کا صنعتی روزگار

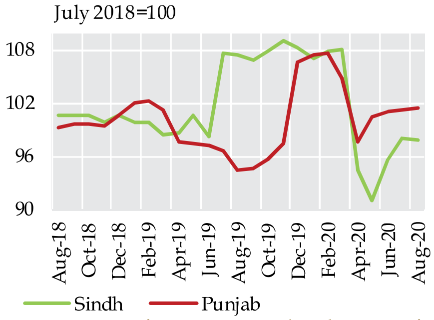

Source: Bureau of Statistics, Punjab and Bureau of Statistics, Sindh

ہو گئے۔ یہ مثبت پیش رفت ان صنعتوں کی پیداوار میں ہونے والی نمو کے ساتھ ہم آہنگ ہے (**جدول 2.6**)۔ زیرِ جائزہ عرصے میں سیمنٹ اور ٹیکسٹائل کے شعبوں کی پیداوار بالترتیب 22.8 فیصد اور 2.1 فیصد بڑھ گئی جبکہ مالی سال 20ء کی چوتھی سہ ماہی میں ان میں 12.8 فیصد اور 33.9 فیصد کی نمایاں کمی ہوئی تھی۔

اعتمادِ کاروبار سروے کے اکتوبر 2020ء مرحلے میں بھی روزگار کے ان ہی رجحانات کی عکاسی ہوتی ہے۔ صنعتی شعبے کے روزگار کے اعداد و شمار کی طرح یہاں بھی قبل از کورونا اس میں بلندی آئی، پھر کورونا کی وجہ سے پابندیوں کے عروج کے دنوں میں روزگار ختم ہوئے، اور اس کے بعد تحریک کی کمی پھر نمایاں ہے۔ اعتمادِ کاروبار سروے کے ڈیٹا بیس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ شعبہ خدمات کے بھی علیٰحدہ نتائج فراہم کرتا ہے۔ اگرچہ اشاریہ روزگار بھی ان دونوں زمروں کے لیے اسی طرح کا طریقہ اپناتا ہے، تاہم خدمات کے شعبے میں خوش امیدی زیادہ نمایاں ہے (**شکل 2.17**)۔ اعتمادِ کاروبار سروے کا اشاریہ گوگل موبلٹی کی شماریات میں پائے گئے مثبت رجحانات سے ہم آہنگ ہے اور وہ خدمات کے شعبے میں بحالی کو تقویت دیتا ہے۔

دریں اثنا صارف اشاریہ قیمت کے ڈیٹا سیٹ سے (جو لیبر مارکیٹ کے رجحانات کا ایک اور اظہاریہ ہے) تعمیرات میں شرحِ اجرت کا اشاریہ بھی مالی سال 21ء کی پہلی

شکل 2.16: صنعتی شعبے میں روزگار

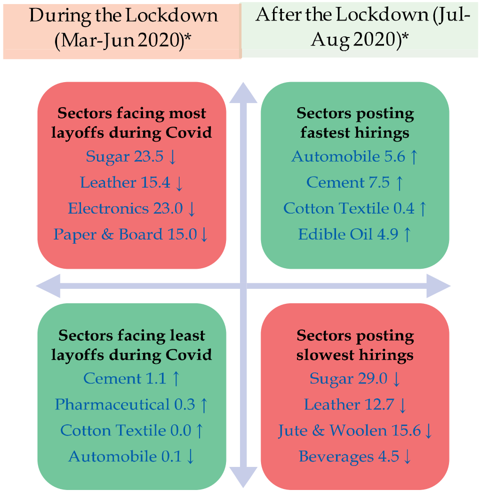

*Compared to February 2020 level of employment

Source: Bureau of Statistics Punjab, Bureau of Statistics Sindh

سہ ماہی کے دوران نمو ظاہر کرتا ہے، اور مزدوروں کے معاوضے میں اضافے کو اجاگر کرتا ہے۔ شرحِ اجرت اشاریے میں سال بسال تبدیلی لیبر مارکیٹ پر کورونا کے اثرات کی تصدیق کرتی ہے (**شکل 2.18**)۔

شرحِ اجرت کا مزید تجزیہ کیا جائے تو ہنر مند اور بے ہنر افرادی قوت میں اسی طرح کے رجحانات کی نشان دہی ہوتی ہے۔[50] مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران دیہی اور شہری علاقوں میں بے ہنر مزدور کی اجرت بالترتیب 7.4 فیصد اور 6.6 فیصد بڑھی۔ اسی طرح ہنر مند مزدور کے زمرے میں دیہی اور شہری علاقوں میں بالترتیب 9.8 فیصد اور 6.4 فیصد اضافہ درج کیا گیا۔ دیہی علاقوں میں اجرت میں قابلِ ذکر بلند شرحِ نمو کا جزوی سبب مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران شہری مہنگائی (7.5 فیصد) کے مقابلے میں بلند دیہی مہنگائی (10.8 فیصد) کو قرار دیا جاسکتا ہے۔

[50] بڑھئی، مستری، پلمبر اور پینٹر ہنر مند مزدوروں کا درجہ رکھتے ہیں۔

شکل 2.17 الف: اعتمادِ کاروبار سروے– روزگار کے اشاریے (گزشتہ 6 ماہ)

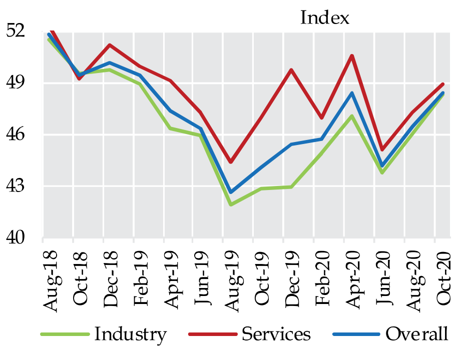

Sources: State Bank of Pakistan

شکل 2.17 ب: اعتمادِ کاروبار سروے– روزگار کے اشاریے

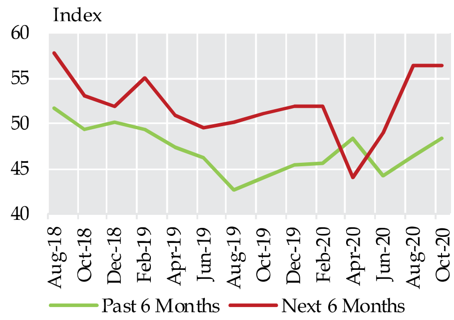

شکل 2.18: تعمیراتی شعبے کی اجرتوں میں نمو

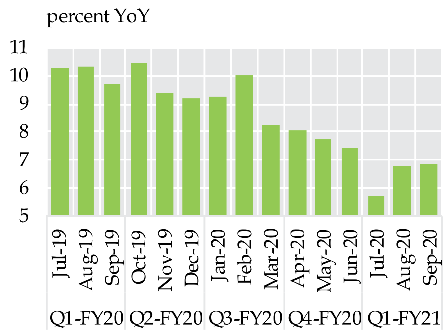

Source: Pakistan Bureau of Statistics

اگرچہ روزگار کے دستیاب اظہاریوں میں آنے والی بہتری کا سبب یہ ہے کہ لاک ڈاؤن کے خاتمے کے بعد معاشی سرگرمیاں بحال ہوئیں، تاہم روزگار کے خاتمے کی لہر کو روکنے میں حکومت اور اسٹیٹ بینک نے اپنی پالیسیوں کے ذریعے ایک اہم کردار ادا کیا۔ ملازمتوں کے تحفظ اور لیبر مارکیٹ کی بحالی کے لیے سہولت رساں (Accommodative) مالیاتی اور زری اقدامات کو تیز کیا گیا۔ خاص طور پر اسٹیٹ بینک نے "ملازمتوں سے برطرفی روکنے کے لیے اجرتوں کی ری فنانس اسکیم" متعارف کرائی جس کا مقصد خاص طور پر کورونا کے دھچکے کو کم کرنا تھا۔ تازہ ترین اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان بھر میں 1.6 ملین سے زائد کارکنوں کو ملازمت سے برطرفیوں سے بچایا گیا۔ اسکیم کے تحت درخواست کردہ مجموعی رقم کا 83 فیصد ستمبر 2020ء تک منظور کیا جا چکا تھا (**جدول 2.8**)۔ دریں اثنا اسٹیٹ بینک کے دیگر اقدامات مثلاً عارضی اقتصادی نومالکاری سہولت (ٹی ای آر ایف) اور قرضوں کی فراہمی اور تشکیلِ نو کی اسکیم نے بھی مختلف شعبوں میں بحالی کی رفتار بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا، جس سے آخر کار معیشت میں روزگار کو سہارا ملا۔[51]

مالیاتی پہلو سے، حکومت نے تعمیراتی شعبے کو، جو مزدوروں کے بغیر چل نہیں سکتا، ترغیبات دیں۔ اس کے نتیجے میں شعبہ تعمیرات میں اقتصادی سرگرمیاں بڑھ گئیں اور ملازمتوں کے مواقع اور ان کے تحفظ میں مدد ملی۔ تعمیرات سے منسلک اشیا سازی کے شعبوں (جیسے سیمنٹ اور لمبی فولادی مصنوعات) میں نمو، اور دیہی اور شہری تعمیراتی اجرتوں میں نمو سے اس کو بڑھاوا ملا۔ علاوہ ازیں، حکومت نے اپنے 'احساس پروگرام' برائے سماجی تحفظ کے ذریعے بلند زد پذیری کے حامل یومیہ

[51] کورونا وبا کے تناظر میں معیشت کو سہارا دینے کے لیے اسٹیٹ بینک نے متعدد دیگر اسکیمیں شروع کیں جن کے نام ہیں قرضوں کے التوا اور تشکیلِ نو پر پیشرفت، کورونا پر قابو پانے کے لیے اسپتالوں کے لیے نومالکاری اسکیم پر پیشرفت، اور نئے منصوبوں کے قیام یا توسیع / بی ایم آر کے لیے نومالکاری اسکیم پر پیشرفت۔ (ماخذ: اسٹیٹ بینک)

اجرت والے مزدوروں کو مالی مدد فراہم کی۔ ان میں سے اکثر وہ تھے جو کورونا کے دوران معاشی جمود کے باعث اپنی ملازمتوں سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔[52]

جدول 2.8: اسٹیٹ بینک کی روزگار اسکیم

	درخواست کردہ رقم (ارب روپے)	منظور کردہ رقم (ارب روپے)	زیر تحفظ ملازمین (ملین)
اپریل 20ء	0.1	0.0	0.2
مئی 20ء	129.3	89.9	0.6
جون 20ء	13.9	29.2	0.3
جولائی 20ء	59.7	28.4	0.1
اگست 20ء	36.6	42.6	0.2
ستمبر 20ء	21.7	26.8	0.1
مجموعہ	261.3	216.9	1.6

ماخذ: اسٹیٹ بینک

[52] ماخذ: وزارت خزانہ، پریس ریلیز نمبر 311 بتاریخ 15 مئی 2020ء۔